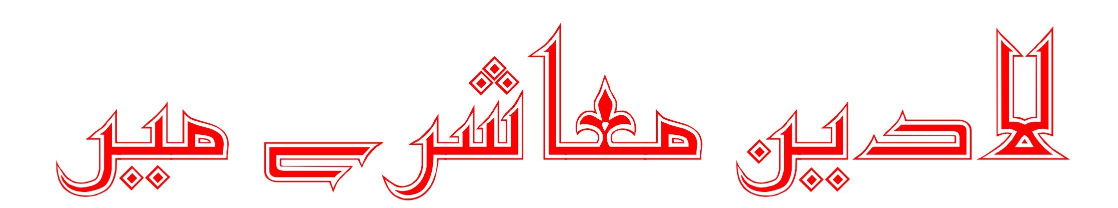
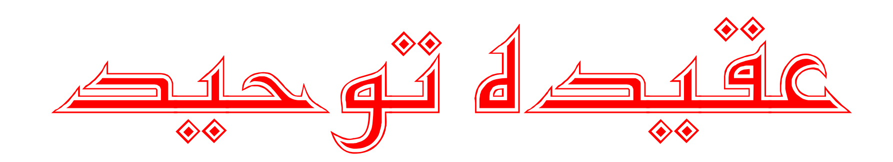
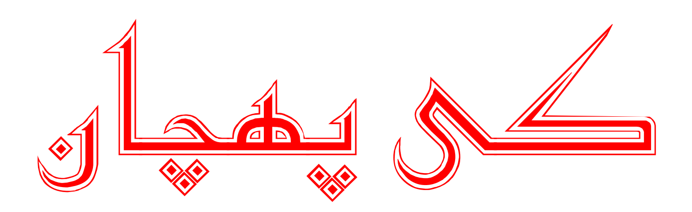
بسم اللہ الرحمن الرحیم







سید محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر الکحلانی الصنعانی رحمہ اللہ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

website : http://www.muwahideen.tk

نوائے مترجم

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لانبی بعدہ ، اما بعد ؛

دنیا میں جتنی بھی تحریکیں چلی ہیں یا چل رہی ہیں جتنے انقلابات آئے ہیں جتنی تحریکیں کامیاب ہوئی ہیں ان سب کی بنیادی وجہ ہے نظریہ کی پختگی اور نظریات سے مکمل وابستگی۔کوئی بھی تحریک اس وقت تک شروع نہیں ہوسکتی جب تک لوگوں کے سامنے کوئی نظریہ پیش نہ کیا جائے اور کوئی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک نظریہ پر مکمل یقین نہ رکھا جائے۔اسلام بھی ایک سماجی وسیاسی انقلاب برپا کرنے والا دین ہے اس نے بھی کامیابی کیلئے ایک بنیاد فراہم کی اور اس بنیاد کو مضبوط کرنے دلوں میں راسخ کرنے کیلئے نبی آخرالزمان ﷺ نے مکہ مکرمہ میں تقریباً ۱۳سال تک محنت کی اس بنیاد کو قرآن وحدیث کی اصطلاح میں ایمان باللہ کہا جاتا ہے ،علمائے دین کی اصطلاح میں اسے عقیدہ کہا جاتا ہے دنیاوی تحریکوں اور انقلابات کیلئے نظریہ ضروری ہے یہ نظریہ کوئی مخلص قائد اور لیڈر فراہم کرتا ہے بالفاظ دیگر نظریہ انسانی فکر، دماغ اور سوچ کی پیداوار ہے جبکہ عقیدہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔عقیدہ یا ایمان کو اسلامی انقلاب میں بنیادی واساسی حیثیت حاصل ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے **انما الاعمال بالنیات** ''عمل کا مدار نیت پر ہے''یعنی کوئی بھی عمل اس وقت تک اپنا اثر مرتب نہیں کرتا، کسی عمل کا نتیجہ اس وقت تک سامنے نہیں آسکتا جب تک پختہ وخالص نیت سے نہ کیا جائے۔جب دنیاوی سیاسی انقلابات کیلئے نظریہ کی اتنی اہمیت ہے تو پھر سیاسی وسماجی انقلابات برپا کرنے والے دین کیلئے اسکی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے زیادہ زور اسی بات پر دیا ہے کہ سب سے پہلے عقیدہ درست کیا جائے اپنے دل سے ماسوی اللہ، ماسوی اسلام، ماسوائے قرآن وحدیث، ماسوائے قال اللہ وقال الرسول ماسوائے اور رسول سب کچھ نکال دو اس بعد دل میں، دماغ میں صحیح دین تعلیمات جاگزیں ہوسکیں گی اسلام کا کلمہ **لاالہ الااللہ** جن دو اجزاء پر مشتمل ہے اسمیں پہلا جزء لا الہ ہے یعنی ماسوی اللہ ہر معبود سے ذھن کو دل کو خالی کرو پھر اسمیں الا اللہ کو جگہ دو ۔پہلے بیت اللہ کو انسانی ہاتھوں کے تراشیدہ بتوں سے خالی کرو پھر اسمیں اللہ اکبر کی صدا بلند کرو۔

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللہِ اَحَدًا .

''مساجد اللہ (کی عبادت) کیلئے ہیں ان میں کسی اور کی عبادت مت کرو''۔

مقصد یہ ہے کہ اپنا دل۔دماغ۔خیالات کو پاک کرنا ضروری ہے تب کوئی عمل درجۂ قبولیت کو پہنچ سکے گا اگر ایسا نہ کیا تو یہ شرک کہلائے گا اور **اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرِکَ بِہٖ .** ''اللہ شرک کو کسی صورت معاف نہیں کرتا''۔شرک سے اپنے خیالات کو پاک رکھنے اپنے عقائد کو تمام غیر الٰہی نظریات سے منزہ رکھنے اور مسلمانوں کو صحیح اسلامی عقائد پر کاربند رکھنے کیلئے علمائے اسلام خصوصاً عرب علماء نے بہت زیادہ اور مفید کتابیں تصنیف کی ہیں بعض کتب کافی ضخیم اور مغلق ہیں جو صرف علماء ہی سمجھ سکتے ہیں اور کچھ مختصر تصانیف ہیں جو اگر عام فہم ہیں مگر عربی زبان میں ہیں جن سے عوام کماحقہ مستفید نہیں ہوسکتے۔جو کتب اردو زبان کی ہیں انکا انداز بیان واسلوب نگارش اتنا مشکل اور دقیق ہے کہ عوام الناس ان سے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں کرسکتے۔پیش نظر کتاب:'' **تطہیر الاعتقاد عن ادران الالحاد** '' جناب محمد بن اسماعیل بن صلاح کی مختصر مگر گرانقدر تصنیف ہے۔مصنف رحمہ اللہ صنعاء کے خطیب، مفتی اور استاذالحدیث تھے مختلف موضوعات پر انکی تصنیفات قبول کاص وعام حاصل کرچکی ہیں **تطہیر الاعتقاد** میں مصنف رحمہ اللہ نے قرآن وحدیث کے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ صحیح عقیدہ کیا ہوتا ہے اور صحیح عقیدہ کیسے بنایا جاسکتا ہے ۔شرک تمام شوائب کیسے محفوظ رہا جاسکتا ہے پھر عقلی دلائل سے مشرکین ،قبر پرستوں اور اولیاء پرستوں کے شکوک وسوالات کے جوابات دیئے ہیں جن سے تمام ان شبہات کا ازالہ ہوجاتا ہے جو کسی شخص کے ذھن میں قبروں، مزارات، اولیاء اور ان کے کرامات یا متقدمین مشرکین اور موجودہ مشرکین کے بارے میں پیدا ہوسکتے ہیں ۔

یہ کتاب جامعہ ستاریہ اسلامیہ گلشن اقبال کراچی کے نصاب میں شامل رہی ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوسکتا ہے کہ جامعہ ستاریہ کے مدیر جناب محمد سلفی صاحب جو کہ صرف آخری جماعت کو عقیدہ طحاویہ پڑھاتے ہیں **تطہیر الاعتقاد** خود پڑھاتے تھے حالانکہ یہ متوسط درجہ میں شامل تھی پھر اس کی تدریس مدیر صاحب نے راقم کے سپرد کی کئی سال تک راقم نے اس کی تدریس کی ذمہ داری نبھائی اب ناشر کی خواہش پر اردو داں طبقہ تک مصنف کے قیمتی خیالات اردو زبان میں پہنچانے کی سعی کی ہے۔امید ہے کہ ہماری یہ کوشش نفع عام کا ذریعہ بنے گی، دینی مدارس کی چھوٹی کلاسوں میں عقائد سے متعلق آسان فہم اور بہتر معلومات عقلی ونقلی

دلائل پر مشتمل کتاب نہیں ہے۔ چند کتب ہیں مگر اس انداز بیاں سے طلبہ کما حقہ مستفید نہیں ہوتے اگر یہ کتاب **تطہیر الاعتقاد** نصاب میں شامل کر لی جائے تو طلبہ کو عقیدہ واسطیہ اور عقیدہ طحاویہ سے قبل ایک اچھی عمدہ اور آسان فہم کتاب میسر آ جائے گی۔ امید ہے کہ مدارس کے منتظمین ہماری بات پر توجہ دیں گے اور دین کی بنیاد یعنی عقیدے کی درستگی کیلئے ابتدائی طلبہ کو اس کتاب سے استفادہ کا موقع فراہم کریں گے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو مصنف، ناشر، معاونین اور راقم کیلئے اجر جزیل کا سبب بنائے اور مسلمانوں کی عقائد کی اصلاح کا سبب بنائے۔ آمین۔

عبدالعظیم حسن زئی

استاد جامعہ ستاریہ الاسلامیہ کراچی

معاون مدیر پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی

لادین معاشرے میں عقیدہ توحید کی پہچان

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے لائق وزیبا ہیں جو اپنے بندوں سے اس وقت تک توحید ربوبیت قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ اس کو عبادت میں مکمل طور پر اکیلا وتنہا نہ سمجھیں یعنی جب تک توحید عبادت کو نہ اپنائیں نیز ہر قسم کے شریکوں سے اسے پاک سمجھیں کسی قسم کا شریک نہ بنائیں اس کے علاوہ کسی سے دعا نہ کریں، کسی پر توکل نہ کریں ، ہر حال میں صرف اسی ایک اللہ کے سامنے فریاد کریں، اور اس کو صرف اسماء حسنیٰ کے ذریعے ہی پکاریں، اس تک پہنچنے کیلئے سفارش تلاش نہ کریں۔

مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ .

''کون ہے جو اس کے ہاں سفارش کر سکے اس کی اجازت کے بغیر''۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ اکیلا ہی رب ہے، معبود ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اعلان کردیں۔

قُلْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَاشَاءَ اللہُ .

''کہہ دیجئے اے محمد (ﷺ) کہ میں اپنے لیے نقصان یا فائدے کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔

بے شمار درود وسلام ہو محمد ﷺ پر ان کے تبعین اور تابعین پر جو ہر قسم کے معیوب عقیدے سے پاک تھے اور ان کے دل شرک کے نقائص سے محفوظ تھے۔

میری اس کتاب کا نام ''**تطهیر الاعتقاد عن ادران الالحاد** ''یعنی بے دین کے میل کچیل سے عقیدے کو پاک رکھنا۔ میں نے اس کتاب کو لکھنے کی ضرورت اس لیے محسوس کی کہ جب میں نے دیکھا کہ تقریباً ہر ملک، شہر اور بستی میں لوگ شرک میں مبتلا ہیں اور تو اور نام نہاد مسلم ممالک میں بھی شرک بہت پھیل گیا ہے۔ نام نہاد مسلم ملکوں میں زیادہ تر شرک یا تو قبروں اور مزارات کی وجہ سے ہے یا ان لوگوں کی وجہ سے جو کشف الھام اور غیب کی خبریں بتانے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ بدکردار لوگ ہوتے ہیں جو اس طرح کے خدائی دعوے کرتے ہیں یہ لوگ نہ تو مساجد میں آتے ہیں نہ اللہ کے سامنے رکوع کرتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں نہ انہیں کتاب اللہ کا علم ہے نہ سنت رسول ﷺ سے واقفیت ہے نہ روز محشر کا خوف نہ حساب کا ڈر ہے لہٰذا میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس بات کا انکار کردوں جس کا انکار اللہ نے لازم قرار دیا ہے اس لیے میں ان لوگوں میں شامل ہونا نہیں چاہتا جو ان باتوں کو چھپاتے ہیں جنکے اظہار کا اللہ نے حکم دیا ہے اس مقصد کے لیے دین کے کچھ اصول وقواعد بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ایسے اصول ہیں کہ جنکا جاننا ہر موحد کیلئے ضروری ہے اور واجب ہے اس لیے کہ یہ اصول دین کی بنیاد ہیں۔

پہلا اصول : یہ بات تو بدیہی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ قرآن میں جو کچھ ہے وہ حق ہے باطل نہیں، سچ ہے جھوٹ نہیں ہے، ھدایت ہے گمراہ نہیں، علم ہے جہالت نہیں، یقین ہے شک کی اسمیں گنجائش نہیں ہے۔ یہ اصول ایسا ہے کہ اس کے اقرار کے بغیر کسی اسلام اور ایمان مکمل نہیں ہو سکتا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کسی نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا ہے۔

دوسرا اصول : شروع سے لیکر آخر تک تمام انبیاء ورسول اس لیے دنیا میں مبعوث ہوئے کہ بندوں کو اللہ کی توحیدِ عبادت کی طرف دعوت دیں اس لیے ہر رسول اپنی قوم کے پاس آ کر سب سے پہلے یہ دعوت دیتا تھا:

یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ ، ان لاتعبدوا الا اللہ ، ان اعبدوا اللہ واتقوہ اطیعون .

میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

ان آیات میں جو کچھ بیان ہوا ہے لا الہ الا اللہ کا مفہوم ومطلب بھی یہی ہے اس لیے کہ انبیاء نے اپنی اقوام کو اس کلمہ کے اقرار کے ساتھ ساتھ اس کے مطابق عقیدہ رکھنے کی بھی دعوت دی صرف زبانی اقرار کی دعوت نہیں ہوتی تھی۔ کلمہ کے مطابق عقیدہ رکھنے کا مطلب ہے اللہ کو الوھیت عبادت میں اکیلا ماننا اور اس کے علاوہ جن معبودان کی پوجا ہوتی ہے انکی نفی کرنا ان سے بیزاری ولاتعلقی کا اظہار واعلان کرنا۔ یہ اصول بھی ایسا ہے کہ اس کے مندرجات میں کسی کو شک نہیں اور اس بارے میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اس اصول کو تسلیم کرنا اس کو جاننا وسمجھنا ایمان کی تکمیل کیلئے ضروری ہے۔

تیسرا اصول: توحید کی دو قسمیں ہیں:

1۔ توحید ربوبیت، خالقیت، رازقیت وغیرہ، اس کا معنی یہ ہے کہ ایک اکیلا اللہ ہی سارے جہاں کا خالق رب اور رازق ہے۔ یہ توحید ایسی ہے کہ مشرک کہلانے والے بھی اس کا اقرار کرتے تھے ان صفات میں وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتے تھے بلکہ اللہ کی ان تمام صفات کے اقراری تھے (تفصیل اصول ۴ میں آئے گی۔ انشاء اللہ)

2۔ توحید کی دوسری قسم توحید عبادت ہے جسکا معنی ہے اللہ کو ہر قسم کی عبادت میں اکیلا ماننا (عبادت کی اقسام آگے بیان ہوں گی۔ انشاءاللہ) توحید کی یہ قسم ہے جس میں مشرکین نے اللہ کیلئے شریک ٹھہرائے تھے لفظ شرک اور شریک خود ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مشرکین اللہ کا اقرار کرتے تھے اور پھر اس کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے تھے۔ انبیاء کرام اس لیے مبعوث ہوئے کہ وہ توحید کی پہلی قسم کے اقرار کی تائید کریں اور مشرکین کو دوسری قسم کی توحید کی طرف دعوت دیں جیسا کہ مشرکین کو مخاطب کرکے وہ کہتے تھے:

أَ فِیْ اللهِ شَک؟

کیا اللہ کے بارے میں تمہیں کوئی شک ہے؟

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرَ اللهِ ؟

کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی پیدا کرنے والا ہے؟

شرک فی العبادت سے منع کرنے کیلئے رسول مبعوث ہوئے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللهَ .

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (وہ ان سے کہتا تھا) اللہ کی عبادت کرو۔

فِیْ کُلِّ أُمَّةٍ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امتوں کو توحید عبادت سمجھانے کیلئے رسول بھیجے گئے یہ بتانے کیلئے نہیں کہ اللہ کی خالقیت و رازقیت ان کو بتائیں اس لیے کہ اس بات کے اقراری تو وہ پہلے سے تھے۔ اسی لیے قرآن میں توحید ربوبیت سے متعلق جب بات کی گئی تو سوال کے انداز میں کی گئی ہے کہ مشرکین اللہ کی ان صفات ربوبیت، خالقیت کے معترف تھے جیسا کہ ارشاد ہے۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ اِلَّا اللهَ ؟

کیا اللہ کے علاوہ کوئی خالق ہے؟

اَفَمَنْ یخلق کمن لا یخلق .

جو پیدا کرتا ہے کیا وہ اس کی طرح ہوسکتا ہے جو پیدا نہیں کرتا۔

افی اللہ شک فاطر السموات والأرض .

کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں زمینوں کا مالک ہے؟

ارونی ماذا خلقوا من الارض .

مجھے دکھاؤ ان (اللہ کے علاوہ پوجے جانے والوں نے) زمین میں سے کیا پیدا کیا ہے؟

ان تمام آیات میں استفہام تقریری ہے اس لیے کہ وہ لوگ ان باتوں کے قائل تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے بتوں کی جو عبادت کی یا جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کو معبود بنایا یا جن لوگوں نے فرشتوں کو اللہ کا شریک بنایا تو یہ سب اس لیے مشرک نہیں کہلائے کہ انہوں نے اللہ کی خالقیت میں کسی کو شریک کیا کسی کو زمین و آسمان کی پیدائش میں شریک ایسا نہیں تھا بلکہ ان مشرکین نے اللہ کا قرب حاصل کرنے اور بلند درجات کے حصول کیلئے ان تمام مذکورہ اشیاء کو معبود بنایا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ معبود اللہ کے ہاں ہمارے سفارش کریں گے اللہ نے ایسے لوگوں سے سوال کیا کہ۔

أتنبئون الله بما لا يعلم في السموات ولا في الارض سبحانه وتعالىٰ عما يشركون .

کیاتم اللہ کواسکی خبردیتے ہو(گویا)اللہ نہیں جانتا زمینوں اورآسمانوں میں؟اللہ پاک اور بلند ہےان کے شرک اورشریکوں سے۔

اللہ نے ان لوگوں کے اس عمل کو یعنی کسی کواللہ کے ہاں سفارشی بنانے کوشرک کہااور خودکواس سے پاک قرار دیا۔اس لیے کہ اس کے پاس اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش نہیں کرسکتا توکس طرح یہ لوگ سفارشی بناتے ہیں جنکی اجازت اللہ نے نہیں دی اور نہ وہ سفارش کرنے کے اہل ہیں نہ اللہ کے ہاں ان کوکوئی فائدہ دے سکتے ہیں۔

چوتھا اصول: جن مشرکین کے پاس اللہ نے رسول بھیجے وہ لوگ اس بات کے اقراری تھے کہ اللہ ہی ان کا خالق ہے۔

ولئن سالتهم من خلقهم ليقولن الله .

اگرآپ(ﷺ)ان(مشرکین) سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے ؛ یہ کہیں گے اللہ نے۔

وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے تھے کہ زمین آسمان و پیدا کرنے والا اللہ ہے۔

ولئن سالتهم من خلق السموات والارض ليقولن خلقهن العزيز العليم .

اگرآپ(ﷺ)ان سے پوچھیں کہ آسمانوں زمینوں کوکس نے پیدا کیا ہے یہ کہیں گےانکوغالب اور جاننے والے اللہ نے پیدا کیا ہے۔

ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ وہ اللہ رزق دینے والا ہے زندہ کومردہ اورمردہ کوزندہ سے پیدا کرتا ہے وہی ہے جوزمین وآسمان کے امور کی تدبیر کرتا ہے وہی ہے جوسماعت وبصارت اورعقلوں کا مالک ہے۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ وَأنَّه الَّذِىْ يملك السمع والابصار وَمَنْ يخرجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيّتَ مِنَ الحَيّ وَمَنْ يُدَبّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُوْلُنَّ اللهُ فَقُلْ أَفَلا تَتَّقُوْنَ .

ان سے پوچھو(اے محمدﷺ) کہ تمہیں زمین وآسمان سے کون رزق دیتا ہےاورکون ہے وہ جوسماعت بصارت اورعقل کا مالک ہےکون ہے جوزندہ کومردہ اورمردہ کوزندہ سے نکالتا ہےکون امورکی تدبیرکرتا ہے؟ یہ کہیں گے کہ اللہ ان سے کہوتم اس سے ڈرتے کیوں نہیں؟

قُلْ لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ أَفَلا تَذَكَّرُوْنَ .

ان سے پوچھو کہ زمین اوراسمیں جو کچھ ہے یہ کس کا ہے اگرتم جانتے ہو؟ یہ کہیں گے اللہ کا ہےان سے کہوتم نصیحت کیوں حاصل نہیں کرتے ؟

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبعِ وَربّ العَرْشِ العَظِيْمِ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلا تَتَّقُوْنَ .

ان سے پوچھوکون ساتوں آسمانوں اورعرش عظیم کا رب ہے؟ یہ کہیں گے اللہ ان سے کہوتم ڈرتے کیوں نہیں؟

قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْىءٍ وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُم تَعْلَمُونَ . سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ فَأَنّٰى تُسْحَرُوْنَ .

ان سے پوچھوکہ وہ کون سی ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی ملکیت ہے وہ پناہ دیتا ہےاس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگرتم جانتے ہو؟ یہ کہیں گے اللہ،ان سے کہوپھرتم کیوں دھوکے میں آتے ہو؟

یہ توعام مشرکین کی بات تھی اب فرعون کے بارے میں بھی دیکھیں کہ اس نے کتنا بڑااور بدترین دعویٰ کیا تھا(کہ خدائی کا دعوی کیا تھا)اللہ نے فرعون سے موسیٰ علیہ السلام کا قول اس طرح بیان کیا ہے۔

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بَصَائِرَ .

(اےفرعون) تو جانتا ہے کہ ان کوصرف آسمانوں اورزمینوں کے رب نے نازل کیا ہے یہ دلائل ہیں ذریعہ حصولِ بصیرت ہیں۔

ابلیس نے کہا۔

اِنّی اَخَافُ اللهَ رَبَّ العَالِمِيْنَ .

میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔اور کہا۔

رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِيْ .

اے رب جس سبب سے تو نے مجھے گمراہ کیا۔

رَبِّ اَنْظِرْنِيْ .

میرے رب مجھے مہلت دے۔

اسی طرح ہر مشرک اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ اس کا خالق ہے زمینوں آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے ان کا رب ہے اور جو کچھ ان میں ہے ان سب کا رب ہے سب کو رزق دینے والا ہے اس لیے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اقوام سے خطاب کرتے وقت یہی کہتے تھے کہ جب تم اللہ کو خالق مانتے ہو تو پھر عبادت کیوں خالص نہیں کرتے وہ اپنی قوم سے کہتے تھے۔

اَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ .

وہ ذات جو پیدا کرنے والی ہے وہ اس کی طرح ہو سکتی ہے جو پیدا نہیں کر سکتے اور کہتے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَنْ يَخْلُقُوْا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمِعُوْا لَهُ .

جن کو تم اس کے علاوہ پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی تخلیق نہیں کر سکتے اگرچہ اس کام کیلئے اکھٹے ہو جائے۔

مشرک اس بات کا اعتراف بھی کرتے تھے۔

پانچواں اصول: عبادت انتہاء درجے کی عاجزی وانکساری کا نام ہے اور یہ لفظ صرف اس عاجزی کیلئے استعمال ہوتا ہے جو اللہ کیلئے کی جائے اس لیئے کہ وہی اللہ ہے جو تمام بڑی بڑی نعمتوں کا مالک ہے وہی اس لائق ہے کہ اس کے سامنے بہت زیادہ عاجزی کی جائے۔تفسیر کشاف میں مرقوم ہے عبادت کی بنیاد توحید ہے اور یہی توحید اس کلمے کا مطلب ومقصد ہے جس کی طرف تمام انبیاء کرام نے اپنی اقوام کو دعوت دی ہے یعنی لا الہ الا اللہ۔اس کلمے کی طرف دعوت دینے سے مراد یہ ہے کہ انبیاء نے اپنی قوم کو یہ دعوت دی کہ اللہ کی وحدانیت کا عقیدہ اپنے اندر پیدا کرو صرف زبانی طور پر کلمہ کہنے کی دعوت نہیں دی توحید کا معنی ہے اللہ کو عبادت الوھیت میں اکیلا ماننا اور اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کی نفی کرنا ان سے براءت وبیزاری کا اعلان کرنا چونکہ کفار لا الہ الا اللہ کا اس مفہوم کو جانتے تھے وہ اہل زبان تھے انہیں معلوم تھا کہ اگر لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیا تو پھر اس کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ہوگا اور تما معبودان سے دست بردار ہونا پڑے گا اس لیے تو کہتے تھے۔

أَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِن هٰذَا لَشَئٍ عجاب .

کیا اس (رسول ﷺ) نے تمام الٰھوں کو ایک الہ بنالیا ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہے؟

فصل

جب کوئی مسلمان ان اصولوں کو سمجھ جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ یہ بھی جان رکھے اللہ نے عبادت کی کئی اقسام بنائی ہیں مثلاً اعتقادی،لفظی۔بدنی۔مالی ان میں سے ہر ایک کا معنی ومطلب سمجھنا ضروری ہے تا کہ ان پر عمل کیا جا سکے لہذا ہم ہر ان میں سے ہر ایک کا معنی ومطلب مختصراً عرض کیے دیتے ہیں۔

1- **اعتقادی:** بنیادی عبادت بھی یہی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ رب ایک ہی اکیلا ہے جس نے پیدا کیا ہے جو حکم کرتا ہے اس کے ہاتھ میں نفع ونقصان ہے اس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ کوئی اسکی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش کر سکتا ہے وہی معبود برحق ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

2- **لفظی:** کلمہ توحید کا اقرار زبان سے کرنا۔جس نے مذکورہ عقیدہ رکھا مگر اس کا اقرار زبان سے نہ کیا تو اس کا مال اور اسکا خون محفوظ نہیں اس کی مثال ابلیس کی طرح ہے کہ توحید کا عقیدہ بھی رکھتا تھا بلکہ اس کا اقراری بھی تھا مگر اللہ کے حکم پر عمل نہ کیا پیروی نہ کی تو کافر قرار پایا۔اور جو شخص زبان سے اقرار کرتا ہے مگر دل میں عقیدہ

نہیں رکھتا اسکا خون اور مال محفوظ ہوگا البتہ اسکا حساب اللہ کے ہاں ہوگا ایسا شخص منافق ہے۔

3- **بدنی:** جیسے قیام۔رکوع۔سجدہ۔روزہ۔حج۔

4- **مالی:** یعنی اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے مال میں سے کچھ حصہ مستحقین کو دینا۔

جب مسلمان ان باتوں کو بھی اچھی طرح سمجھ جائے اور انہیں تسلیم کرلے تو اسے یہ بھی جاننا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اول تا آخر اللہ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء یہی سمجھانے آئے تھے کہ اللہ اپنی عبادت میں اکیلا ہے۔وہ یہ بتانے نہیں آئے تھے کہ اللہ خالق ہے اس لیے کہ ان کی امتیں اللہ کے خالق ہونے کی قائل تھیں جیسا کہ ہم نے آیات سے ثابت کیا ہے۔اسی لیے تو وہ اپنے پیغمبر سے سوال کرتے ہیں۔

اجئتنا لنعبد اللہ وحدہ .

کیا ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں؟

یعنی اپنے دوسرے خداؤں کو چھوڑ کر ایک اللہ اکیلے کی عبادت کریں؟ قوم نے اپنے نبی کی صرف اس مطالبہ سے انکار کیا تھا نہ اللہ کی عبادت کا۔بلکہ اللہ کی عبادت کے تو وہ اقراری تھے انکار صرف اس بات کا کرتے تھے کہ اکیلے اللہ کی عبادت نہیں کریں گے لہٰذا وہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی بھی عبادت کرتے تھے اوروں کو اللہ کی عبادت میں شریک کرتے تھے انہیں اللہ کے برابر قرار دیتے تھے جیسا کہ اللہ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے۔

فَلا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ .

اللہ کیلئے شریک مت ٹھہراؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

اس کا کوئی شریک یا برابری کرنے والا نہیں مشرکین حج کے دوران لبیک کہتے ہوئے اس طرح کہتے تھے۔

لبیك لاشریك لك لبیك الا شریگا ھو لك ۔

اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس کے جو تیرا ہے (یعنی تو نے خود اسے اپنا شریک بنایا ہے)

تملکه وما ملك ۔

تو ہی اس شریک کا مالک ہے اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔

ایسے موقع پر نبی ﷺ انہیں سنانے کیلئے پکار کر کہتے تھے کہ اگر یہ لوگ بعد والا قول چھوڑ دیں تو انہوں نے اللہ کو ایک تسلیم کرلیا ہے۔لفظ شرک خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ کو مانتے تھے تبھی تو اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کر کے مشرک بنتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان اس پر دلیل ہے۔

این شرکاء الذین کنتم تزعمون .

کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا۔

قل ادعوا شرکاء کم ثم کیدون فلا تنظرون .

کہہ دیجئے اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر میرے خلاف منصوبے بناؤ اور مجھے مہلت بھی مت دو۔

لفظ شرک اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ اللہ کے وجود اور اس کی عبادت کے اقراری تھے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ بتوں کی عبادت یا ان کے نام پر ذبح یا ان کیلئے نذریں چڑھاوے اس لیے کرتے تھے تا کہ وہ بت انہیں اللہ کے قریب کردیں اللہ کے ہاں ان کی سفارش کریں لہٰذا اللہ نے رسول بھیجے جو انہیں یہ سمجھاتے تھے کہ اللہ کے علاوہ ہر چیز کی عبادت چھوڑ دو اور تم نے جو مشرکانہ عقیدہ اپنا رکھا ہے یہ باطل ہے اسے بھی ترک کردو اور یہ بات یاد رکھو کہ عبادت صرف ایک اللہ کیلئے خاص ہے ۔اس کو کہتے ہیں توحید عبادت۔ہم اصل رابع میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ مشرکین اللہ کی توحید ربوبیت کے قائل تھے یعنی اللہ کو اکیلا خالق رازق مانتے تھے۔

ان تفصیلات سے اس امر کی اچھی طرح وضاحت ہوتی ہے کہ سب سے پہلے رسول جناب نوح علیہ السلام سے لیکر آخری نبی جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر

پیغمبر نے اپنی قوم کو جس توحید کی دعوت دی وہ توحید عبادت ہے جبھی تو ہر نبی اپنی قوم سے کہتا تھا۔

الّا تعبدوا الا الله ، اعبدوا الله ما لكم من اله غيره .

اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت مت کرو، اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

مشرکین کی بھی قسمیں تھیں۔ان میں سے کچھ تو فرشتوں کی عبادت کرتے تھے مصیبتوں اور تکالیف میں انہیں کو آوازیں دیتے تھے۔کچھ ایسے تھے جو پتھروں کی پوجا کرتے تھے اور مشکلات میں ان سے مدد طلب کرتے تھے۔ایسے میں اللہ تعالیٰ نے جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جنہوں نے ان مشرکین کو دعوت دی کہ ایک اللہ کی عبادت کریں اسے عبادت میں اکیلا سمجھیں جس طرح اسے ربوبیت میں اکیلا سمجھتے ہیں اسے اکیلا ہی آسمانوں اور زمینوں کا رب سمجھتے ہیں لا الہ الا اللہ کا اقرار کر کے اس اکیلے کی عبادت کو تسلیم کرلیں۔اس کلمہ کے معنی کو اپنا عقیدہ بنائیں اور اس کے تقاضوں پر عمل کریں اور اللہ کے ساتھ کسی اور شریک نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لايستجيبون له بشيئ .

اسی کیلئے پکار حق کی اور جو لوگ اس کے علاوہ کسی کو پکارتے ہیں وہ اسکی کسی بات کو قبول نہیں کریں گے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مؤمنين .

اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو۔

یعنی اللہ کو ماننے اس پر یقین کرنے کی شرط یہ ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہ کرو۔توکل بھروسہ میں اسے اکیلا سمجھو جسطرح کہ دعا اور استغفار میں اللہ کو اکیلا سمجھنا ضروری اور واجب ہے اللہ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ کہیں **اياک نعبدوا** (اے اللہ) ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔جو شخص ان الفاظ کو زبان سے ادا کرے گا اور صرف اللہ کی عبادت کا اقرار کرے گا تو وہ اس اقرار میں تبھی سچا شمار ہوگا جب وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گا اور اگر وہ ایک اکیلے اللہ کی عبادت نہیں کرتا تو اپنے اس اقرار میں جھوٹا ہے اسے صرف زبانی اقرار نہیں کرنا چاہیئے۔اس لیے کہ اس جملے کا معنی ہے کہ اللہ ہم عبادت کیلئے تجھے ہی خاص کرتے ہیں اور تجھے عبادت میں اکیلا سمجھتے ہیں اللہ نے بھی اس بات کا حکم دیا ہے کہ

فاياى فاعبدون .

خاص میری ہی عبادت کرو۔

واياى فاتقون .

خاص مجھ سے ہی ڈرو۔

یعنی میرے علاوہ کسی کی عبادت مت کرو۔میرے علاوہ کسی سے نہ ڈرو۔اللہ کو عبادت میں اکیلا ماننے کا مطلب یہ ہے کہ دعا میں مصائب وتکالیف میں۔خوشی وغمی میں ایک اللہ کو پکارا جائے، مدد اور پناہ اسی ایک اللہ سے مانگی جائے۔نذر وذبح اسی کیلئے ہو، قیام۔رکوع۔سجدہ۔عاجزی۔طواف سب ایک اللہ کیلئے ہو۔جس شخص نے ان میں سے کوئی بھی عمل کسی زندہ یا مردہ مخلوق کیلئے کیا تو یہ شرک فی العبادۃ کہلائے گا اور جس کیلئے کیا جائے گا وہ اس شخص کا معبود کہلائے گا چاہے یہ کام کسی نبی کیلئے کئے جائیں یا فرشتے، جن، پتھر،، درخت، قبر وغیرہ اس طرح کا عمل کرنے والا مشرک ہے اگرچہ وہ زبان سے کتنا ہی اللہ کی عبادت کا اقرار کرتا رہے اس لیے کہ مشرکین بھی اللہ کی عبادت کا اقرار کرتے تھے مگر صرف اقرار انہیں مشرک کہلوانے سے نہ روک سکا۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

انا اغنى الشركاء عن الشرك .

میں شریکوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں۔

اللہ ایسا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جسمیں اسکے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور جو شخص اللہ کی عبادت میں شرک کرتا ہے وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔

فصل

جب یہ ثابت ہو چکا کہ مشرکین نے اللہ کی عبادت میں شرک کیا تو انہیں اللہ کی عبادت کے اقرار نے کوئی فائدہ نہ دیا انہوں نے جو غیر اللہ کی عبادت کی اس سے مراد ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ہمارے یہ معبود ہمیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں ہمیں اللہ کے قریب کر سکتے ہیں اللہ کے ہاں ہماری سفارش کر سکتے ہیں اس مقصد کیلئے مشرکین اپنے معبودوں کیلئے ذبح ونذر ونیاز کرتے تھے انکا طواف کرتے تھے ان کے سامنے عاجزی وانکساری سے سر جھکائے کھڑے رہتے تھے ان کے سامنے سجدہ کرتے تھے یہ سب کچھ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اللہ کی ربوبیت کا بھی اقرار کرتے تھے اس کو خالق مانتے تھے مگر عبادت میں شرک کر کے وہ مشرک کہلائے اور ان کو اللہ کی خالقیت وربوبیت کے اقرار نے کوئی فائدہ نہ دیا لہٰذا جو شخص بھی اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے اسے چاہئیے کہ اللہ کو توحید عبادت میں بھی اکیلا مانے اگر ایسا نہیں کرتا تو اسکا پہلا اقرار بھی بیکار ہے ایسے لوگ قیامت کے دن جہنم میں جا کر یہ اقرار کریں گے۔

تاللہ ان کنا لفی ضلال مبین اذ نسویکم برب العالمین .

اللہ کی قسم ہم صریح گمراہی میں تھے جب ہم نے تم کو رب العالمین کے مساوی قرار دیا۔

حالانکہ ان مشرکین نے معبودوں کو کسی بھی طرح اللہ کے برابر قرار نہیں دیا نہ انہیں رب مانا نہ خالق صرف عبادت میں انہیں شریک قرار دیا تھا اور یہی اللہ اور غیر اللہ کو برابر قرار دینا ہے جسکا اعتراف یہ مشرکین جہنم میں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون .

اور نہیں ایمان لاتے اکثر لوگ اللہ پر مگر ساتھ ہی شرک بھی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اطاعت میں ریاء کو بھی شریک کہا ہے حالانکہ دکھاوے کی عبادت واطاعت کرنے والا اللہ کیلئے عبادت کرتا ہے مگر چونکہ ساتھ ہی لوگوں کے دلوں میں کچھ مقام ومرتبہ بھی چاہتا ہے اس لیے ریاء کو شرک کہا گیا ہے۔ ریاء کرنے والا صرف اللہ کی عبادت کرتا ہے مگر اس کے ساتھ وہ لوگوں کے دلوں میں اپنا مرتبہ واہمیت بھی پیدا کرنا چاہتا ہے اس لیے اس کی عبادت مقبول نہیں بلکہ اس کے عمل کو شرک کہا گیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا :اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک اور شریکوں سے بے پرواہ ہوں جس نے ایسا عمل کیا جسمیں میرے ساتھ شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

فصل

سابقہ تفصیلات سے یہ ثابت ہوا کہ جس نے کسی درخت۔ پتھر۔ قبر۔ فرشتہ۔ جن۔ زندہ یا مردہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا کہ وہ نفع یا نقصان دے سکتا ہے یا اللہ کے قریب کر سکتا ہے یا دنیاوی یا اخروی ضروریات میں سے کسی ضرورت کو اللہ سے حاصل کرنے کیلئے سفارش کر سکتا ہے یا رب تک پہنچنے کا ذریعہ بن سکتا ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے اور ایسا عقیدہ رکھتا ہے جو مشرکوں کا بتوں کے بارے میں تھا اور اگر کوئی شخص اس طرح کا عقیدہ بھی رکھتا ہے اور کسی زندہ یا مردہ کیلئے مال واولاد کی نذر ونیاز بھی کرتا ہے تو بدرجہ اولیٰ مشرک ہے اس طرح وہ بھی شخص مشرک ہے جو اپنی کوئی حاجت جو کہ صرف اللہ سے مانگنی چاہیے وہ کسی اور سے مانگتا ہے تو وہ بھی مشرک ہے۔

کسی میت کیلئے نذر ونیاز یا قبر ومزار پر ذبح کرنا یا ان سے کوئی حاجات طلب کرنا یہ وہی مشرک ہے جو دور جاہلیت میں تھا وہ یہی کام ہے جس کیلئے کرتے تھے اس کو وہ بت کہتے تھے اور اب یہ لوگ جن کیلئے یہ کام کرتے ہیں انہیں ولی، قبر، یا مزار کہتے ہیں صرف ناموں کا فرق ہے اور ناموں کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی تبدیلی نہیں ہوتی نہ لغوی نہ عقلی اور نہ شرعی لحاظ سے جیسا کہ اگر کوئی شخص شراب پئے اور اسکا نام پانی رکھ دے تو وہ شرابی ہی کہلائے گا اسے شراب پینے کی ہی سزا ملے گی بلکہ زیادہ سزا دی جائے گی کہ ایک تو شراب پی اور دوسرا پانی کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے جھوٹ بولا ہے شراب کا نام پانی رکھکر یا بت کا نام مزار یا قبر رکھ کر، احادیث میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کچھ ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ شراب پئیں گے مگر نام اس کا بدل دیں گے۔ آپ ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی کہ کچھ لوگ ایسے آئے جو شراب کو نبیذ کہہ کر پیتے تھے۔ اللہ کی ناپسندیدہ چیز کو سننے والوں کے سامنے اچھے نام سے پیش کرنے کا عمل سب سے پہلے ابلیس لعنہ اللہ نے کیا کہ اس نے آدم

علیہ السلام سے کہا۔یا ادم ھل ادلک علی شجرۃ الخلد ملک لا یبلی. آدم کیا میں تمہیں ایسے درخت کے بارے میں نہ بتاؤں جو تمہیں ہمیشہ جنت میں رکھے اور ایسی بادشاہت جو کبھی ختم نہ ہو؟ جس درخت سے اللہ نے منع کیا تھا اسے ہمیشہ جنت میں رکھنے والا درخت قرار دیا تا کہ آدم علیہ السلام کی طبیعت اس طرف مائل ہو اور ان کے دل میں درخت کے قریب جانے کی خواہش پیدا ہو۔اس مقصد کیلئے اس نے اللہ کے منع کردہ درخت کا نام تبدیل کر کے خوبصورت رکھ دیا۔اب ابلیس کے بھائی اور اس کے متبعین یہی کام کر رہے ہیں اب انہوں نے نشے کا نام سکون کا جام رکھ دیا ہے۔لوگوں کے مال و جائیداد کو قبضہ کرنے ضبط کرنے کا نام جرمانہ رکھ دیا ہے کہیں قتل کا جرمانہ کہیں چوری کا حالانکہ یہ سراسر ظلم ہے کسی کا مال و جائیداد قبضہ کرنا غصب کرنا ہے۔جو بھی شخص قرآن وحدیث کا علم رکھتا ہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے مگر ابلیس کے پیروکاروں نے نام بدل کر ظلم مشروع کر رکھا ہے۔

اس طرح قبر کا نام مزار رکھ دینا۔جس کو اللہ کی عبادت میں شریک کرتے ہیں اسکا نام ولی رکھ دیتے ہیں۔مگر قبر کا نام مزار رکھیں یا کسی کا نام ولی رکھکر اسکو اللہ کی عبادت میں شریک کریں وہ بت ہی کہلائیں گے چاہے کوئی بھی نام رکھیں اس لیے کہ یہ ان کیلئے وہی عمل کرتے ہیں جو مشرکین بتوں کیلئے کرتے تھے یہ لوگ مزاروں کا ایسا ہی طواف کرتے ہیں جسطرح بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے۔اسے بوسہ دیتے ہیں جیسا بیت اللہ کے ارکان کو دیا جاتا ہے۔قبر یا مزار میں مدفون میت کو اس طرح کے الفاظ سے پکارتے ہیں جو سراسر کفریہ ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ میری حاجت تم پوری کرو گے اور اللہ پوری کرے گا وغیرہ وغیرہ اس مصائب ومشکلات میں ان قبروں اور مزاروں والوں کو پکارتے ہیں ہر قوم میں کچھ ایسے مزارات یا خود ساختہ اولیاء ہیں جنہیں وہ قوم پکارتی ہے جیسا کہ عراق میں زیلعی اور ابن العجیل کو پکارا جاتا ہے۔اھل مکہ اور اھل طائف ابن عباس کو۔اھل مصر رفاعی بدوی اور سادۃ البکر یہ کو۔اھل الجبال اباطیر کو اھل یمن ابن علوان کو پکارتے ہیں (برصغیر پاک وہند میں اجمیر، داتا لاہور والا۔سیہون۔پیر بابا اور نہ جانے کتنے ہیں جنہیں مصائب وآلام میں پکارا جاتا ہے۔مترجم) اس طرح ہر گاؤں، بستی اور شہر میں کچھ مزار ہوتے ہیں جنہیں لوگ مدد کیلئے پکارتے ہیں ان سے مرادیں مانگتے ہیں یہی وہ عمل ہے جو مشرکین بتوں کے بارے میں کرتے تھے اور اس وجہ سے مشرک کہلائے۔اس موضوع پر ہم نے چند اشعار کہے تھے۔جنکا خلاصہ یہ ہے کہ:

ان مزارات واولیاء کے نام سے یہ لوگ سواع۔ود۔یغوث وغیرہ کو دوبارہ واپس لیکر آئے ہیں۔کتنے لوگ ہیں جو انہیں مصائب وشدائد میں پکارتے ہیں کتنے لوگ ہیں جو ان مزاروں کے صحنوں میں ذبیحے کرتے ہیں۔کتنے ہیں جو ان مزارات کا طواف کرتے ہیں۔ان کی جالیوں۔ستونوں اور دیواروں کو چومتے ہیں۔یہ وہ عمل جہالت ہے جو مشرکین کرتے تھے، اگر مزار کے احاطے میں کوئی شخص جانور ذبح کرتا ہے اور اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ بھائی جانور ذبح کرنا صرف اللہ کیلئے ہوتا ہے آپ مزار پر کیوں کرتے ہیں؟ تو جواب ملتا ہے کہ یہ تو اللہ کے نام پر ہے جبھی تو ھم نے بسم اللہ کہکر ذبح کیا ہے۔ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اس جانور کو صرف اللہ کیلئے ذبح کیا گیا ہے تو پھر مزار کے پاس لانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا مزار والے کی تعظیم مقصود تھی؟ اگر جواب ہاں میں ہو تو ہم کہیں گے یہی ذبیحہ لغیر اللہ یہی شرک ہے۔اور اگر مزار والے کی تعظیم مقصود نہ تھی تو کیا مزار کے احاطے کو خون سے گندہ کرنا مقصود تھا؟ حالانکہ ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ مزارات پر چڑھاوے ونذرانے چڑھانے والے جانور ذبح کرنے والے دیگیں بانٹنے والے۔صرف اس مزار والے کے نام پر یا اس کی تعظیم کی خاطر چاہے زبان سے کچھ بھی کہے عمل بہر حال مشرکوں والا ہے۔کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بعض زندہ فاسق فاجر لوگوں کے بارے میں نفع ونقصان کا عقیدہ رکھتے ہیں۔تکالیف میں انہیں پکارتے ہیں حالانکہ جسے یہ نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر پکارتے ہیں وہ اتنے قبیح اور برے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے کہ کوئی مؤمن مسلمان ان کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔مثلاً نہ تو نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، نہ مسلمانوں کے ساتھ جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔نہ کسی مریض کی عیادت کیلئے جاتے ہیں نہ کسی جنازہ میں شریک ہوتے ہیں۔نہ ہی حلال کماتے ہیں اور اس کے باوجود دعوی توکل کا کرتے ہیں (حالانکہ لوگوں کے ٹکڑوں پر پلتے ہیں ان کے سینوں پر بوجھ ہوتے ہیں) علم غیب کے دعویدار ہوتے ہیں۔ابلیس شیطان بھی ان کی مدد کرتا ہے اور کچھ جہلاء کے دلوں میں انکی عظمت وتکریم بٹھا دیتا ہے پھر وہ لوگ انکے ہر دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ان کے جھوٹے دعوؤں کا پرچار کرتے ہیں الغرض رب العالمین کے درجہ تک انہیں پہنچا کر دم لیتے۔افسوس ہے کہ ایسے متبعین کی عقلیں کہاں گئیں کیا انہیں شریعت کے احکام کا کچھ پتہ نہیں؟ وہ شریعت جسکا ایسے لوگوں کے بارے میں اعلان ہے کہ یہ نفع نقصان کے مالک نہیں بلکہ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم. جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔

سوال: اگر کوئی شخص ھم سے یہ سوال کرے کہ ان مزارات یا اولیاء یا ان فاسق فاجر لوگوں کو پکارنے والے کیا ان کی طرح مشرک ہیں جو بتوں کے پجاری تھے؟

جواب: تو ھم کہیں گے کہ ہاں یہ انہی کی طرح کے مشرک ہیں اس لیے کہ یہ وہی عمل کر رہے ہیں جو بت پرست کرتے تھے بلکہ یہ ان سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں عقائد میں، پرستش میں لہٰذا ان میں اور ان مشرکین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

سوال: اگر قبر پرست اور پیر پرست کہیں کہ ہم جو کرتے ہیں یہ شرک نہیں ہے ھم اولیاء کو اللہ کے برابر قرار نہیں دیتے۔ اولیاء سے التجائیں کرنا شرک نہیں ہے۔

جواب: ھم کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو شرک کے بارے میں معلومات ہی نہیں ہیں اولیاء کی اس طرح تعظیم کہ ان کیلئے ذبیحے کیے جائیں یہ شرک ہے اس لیے ذبح و نحر اللہ کیلئے کرنا چاہیے۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ . اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو یعنی یہ کام کسی اور کیلئے نہ کرنا التجاء کے بارے میں ارشاد ہے۔ فلا تدعو مع اللہ احــدًا ۔ اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔ یہ تو ھم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ ریاء کو بھی شرک کہا گیا ہے جب ریاء شرک ہے تو اولیاء یا قبروں سے مرادیں مانگنا یا اللہ کیلئے مختص کام ان کیلئے کرنا شرک کیوں نہیں؟ یہی تو وہ عمل ہے جو مشرکین اپنے معبودوں کیلئے کرتے تھے اسی وجہ سے وہ مشرک کہلائے وہ بھی یہ کہتے تھے کہ ھم مشرک نہیں مگر جب عمل شرکیہ ہو تو پھر زبان سے تردید کوئی فائدہ نہیں کرتی۔

سوال: اگر یہ کہا جائے کہ ان لوگوں کو اس بات کا علم ہی نہیں کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ شرکیہ عمل ہے؟

جواب: اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ فقہاء نے کتب فقہ میں باب الردۃ میں لکھا ہے کہ جس نے منہ سے کفریہ کلمہ ادا کیا تو وہ کافر ہوا اگر چہ اس نے اس لفظ کا معنی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص اپنے عمل کے بارے میں نہ جانتا ہو کہ یہ شرک ہے یا نہیں تو گویا اسے اسلام اور توحید کی حقیقت کا ہی علم نہیں ایسی صورت میں تو وہ حقیقی کافر ہے اس لیے کہ اللہ نے بندوں پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ عبادت میں اللہ کو ایک سمجھیں ان لا تـعـبـدوا الا ایـاہ ۔ صرف اللہ کی عبادت کرو عبادت میں اخلاص بھی لازم قرار دیا ہے۔ ومـا امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین ۔ انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کیلئے دین کو خالص کر کے۔ جو شخص رات، دن۔ اعلانیہ، اور خفیہ اللہ کو پکارے اور پھر اس کے ساتھ کسی اور کو پکارے تو وہ عبادت میں شرک کا مرتکب ہے اس لیے کہ دعا بھی عبادت ہے اللہ نے اسے عبادت کہا ہے۔ ان الـذیـن یستکبرون عن عبادتی ۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔ ادعـونی استجب لکم ۔ مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول کروں گا۔

سوال: اگر یہ کہا جائے کہ اگر یہ لوگ واقعی مشرک ہیں تو پھر ان کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے ان کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیئے جو نبی ﷺ نے مشرکین کے ساتھ کیا تھا؟

جواب: بعض علماء کی یہی رائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پہلے ان کو توحید کی دعوت دیجائے گی اور انہیں یہ بتایا جائے گا وہ جو قبروں یا اولیاء کے بارے میں نفع و نقصان کا عقیدہ رکھتے ہیں یہ اللہ کے ہاں کوئی کام نہیں آئے گا انہیں یہ بھی بتایا جائے گا کہ یہ عقیدہ رکھکر وہ پہلے والے مشرکین کی طرح ہو گئے ہیں ان کا یہ عقیدہ شرکیہ ہے اگر یہی عقیدہ ہے تو انبیاء کی لائی شریعتوں پر ان کا ایمان مکمل نہیں ہے جب تک اس عقیدہ کو چھوڑ نہ دیا جائے اس سے توبہ نہ کی جائے اور عملاً و اعتقاداً توحید ایک اللہ کیلئے نہ اپنایا جائے۔ علماء کی ذمہ داری اور فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ جس عقیدے سے نذر نیاز ذبح، قبروں کا طواف وغیرہ پیدا ہوئے ہیں وہ عقیدہ شرک ہے حرام ہے یہ وہی عقیدہ ہے جو مشرک بتوں کے بارے میں رکھتے تھے۔ علماء کو چاہیئے کہ یہ وضاحت حکمرانوں کے سامنے کریں انہیں یہ سب کچھ بتائیں پھر حکمران کو چاہیئے کہ خالص توحید کیلئے داعی مقرر کرے عوام کو خالص توحید کی طرف دعوت دیں جو شخص اس شرکیہ عقیدے سے تائب ہو جائے، رجوع کرلے اسکا خون اور اسکا مال محفوظ ہوگا اور جو اس عقیدے پر مصر رہا تو اس کا مال و خون اسی طرح جائز قرار پائے گا جس طرح نبی ﷺ نے مشرکین کا خون اور مال جائز قرار دیا یعنی غیر محفوظ ہوگا۔ مال لوٹا جا سکتا ہے ان کا خون بہایا جا سکتا ہے (انکے خلاف جہاد کیا جا سکتا ہے)

فصل

سوال: اگر کہا جائے کہ غیر اللہ سے فریاد کرنا تو شریعت سے ثابت ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آتا ہے: ان الـعـبـاد یـوم الـقیـامۃ یستغیثون بآدم ابی البشر ثم بـنـوح ثـم بابراھیم ثم بموسیٰ ثم بعیسیٰ، ینتھون الی محمد ﷺ بعد اعتذار کل واحد من الانبیاء ۔ قیامت کے دن لوگ آدم علیہ السلام کے

پاس اپنی فریادلیکر جائیں گے پھرنوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، اور پھرسب کی طرف سے معذرت کرنے کے بعد جناب محمد الرسول اللہ ﷺ کے پاس فریادلیکرآئیں گے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے پاس پریشانی وتکلیف میں فریادلیکر جاسکتے ہیں اسمیں کوئی برائی نہیں ہے؟

جواب: یہ دراصل اس مسئلے کوالجھانے یا خلط ملط کرنے کی کوشش ہے اس لیے کہ کسی ایسے زندہ آدمی کے پاس کوئی ایسا مسئلہ، پریشانی یا کام لیکر جانا اس سے استدعا کرنا جوشخص اس کام کوکرنے مسئلہ حل کرنے پر قادر ہواس کے پاس استطاعت وطاقت اور وسائل بھی ہوں تو یہ ممنوع وناجائز نہیں ہے بلکہ اس کا ثبوت تو قرآن وحدیث سے بھی مل جاتا ہے جوکہ موسیٰ علیہ السلام اور ایک قبطی کے واقعہ میں ہے۔ **فاستغاثه الذی من شیعته علی الذ ی من عدوه .** موسیٰ علیہ السلام سے فریادکی اس شخص نے جوانکی قوم کا تھا اس شخص کے خلاف جودشمن قوم سے تعلق رکھتا تھا۔

اعتراض دراصل اس پر ہے کہ قبر پرست اولیاء پرست، اصحاب قبور سے ان باتوں کا مطالبہ یا استدعا وفریاد کرتے ہیں جنکی طاقت وقدرت ان اولیاء، یا اصحاب قبور ومزارات میں نہیں ہے بلکہ وہ صرف اللہ کی قدرت وطاقت میں ہیں جیسا کہ مریض کی شفاء، اولاد مانگنا، دشمن پر غلبہ وغیرہ۔ بلکہ قبر پرستوں کے بارے میں تو یہ بھی سنا گیا ہے ان میں سے بعض لوگ اپنی اولاد کومزار کیلیئے وقف کردیتے ہیں پیدائش سے پہلے منت مانتے ہیں کہ اگرھمارا بچہ پیدا ہوا اور زندہ رہا تو ہم اسے فلاں مزار کیلیئے وقف کردیں گے ان کے خیال میں اس طرح کرنیسے مزاروالے ولی کی قدرت سے وکرامت سے بچہ زندہ رہیگا۔ مزار پر جاکر یہ دعا اور وعدہ کرتے ہیں کہ اب اگر میری بیوی کا حمل ساقط نہ ہوا اور بچہ زندہ رہا تو وہ اس مزار کی خدمت کیلیئے وقف ہوگا۔ راقم کوایک مجاور نے بتایا کہ ایک مرتبہ ایک آدمی کچھ روپے اور کچھ زیورات لیکرآیا اور میرے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ یہ پیسے میری بیوی کے مہر میں سے آدھے ہیں اور یہ میری بیوی کے آدھے زیورات ہیں میں نے اس مزاروالے کیلیئے شادی سے پہلے اسکی منت مانی تھی کہ میری شادی ہوگئی تو آدھا مہر اور بیوی کے آدھے زیورات اس مزار کونذرانہ میں دوں گا۔ یہ ایسی باتیں اور امور ہیں کہ جنکا وجود تو بت پرستوں میں بھی نہیں تھا ایسے لوگوں کے بارے میں ہی اللہ کا ارشاد ہے:

ویجعلون لما لا یعلمون نصیبا مما رزقناهم .

یہ مشرک ھمارے دیئے ہوئے رزق میں ان کیلیئے حصہ مقرر کرتے ہیں جنکے بارے میں یہ جانتے تک نہیں۔

قیامت میں لوگوں کا انبیاء کے پاس جانا یہ حق سچ ہے اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کرتا مگر انبیاء کے پاس لوگ اس لیے جائیں گے تاکہ وہ انبیاء اللہ سے دعا کریں کہ بندوں کے حساب کتاب کونمٹا کرمیدان حشر کی تکلیف سے انہیں نجات دیدے۔ لہٰذا کسی بندے کے پاس اس مقصد کیلیئے جانا کہ اس سے اپنے لئے دعا کروائے اس جواز میں کسی کوکوئی شک نہیں ہے کوئی اعتراض نہیں بلکہ یہ تو حدیث سے ثابت ہے کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے تشریف لیجارہے تھے تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: **لا تنسانا یا أخی فی دعائک .** بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم مؤمنوں کیلیئے دعا کیا کریں:

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان .

اللہ ہمیں بخشد ینا اور ھمارے ان بھائیوں کی بخشش کرنا جوہم سے پہلے ایمان لائے ہیں (ایمان کے ساتھ جاچکے ہیں)۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے درخواست کی: **یارسول الله خادمک انس ادع الله له .** یہ آپکا خدمت گارانس ہے اس کیلیئے اللہ سے دعا کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے مگر اس وقت تک جب آپ ﷺ بقید حیات تھے۔ لہٰذا اس مسئلہ پر تو علمائے امت کا اتفاق ہے کسی کوکوئی اعتراض ہی نہیں اختلاف تو اسمیں ہے کہ کیا قبر پرست قبروں اور مزاروں سے یا ان زندہ پیروں سے جوحاجتیں طلب کرتے ہیں ان سے نفع نقصان کی امید رکھتے ہیں جوکہ خود اپنے نفع نقصان یا موت وحیات کا اختیار نہیں رکھتے ان سے درخواستیں کرنا کہ ان کے مریض کوشفا دیں، اولاد دیں۔ مویشی ومال کوتحفظ دیں، مال میں برکت دیں، نظر بد سے حفاظت کریں، زراعت کی پیداوار میں برکت دیں وغیرہ وغیرہ ایسے کام ہیں جنکی طاقت وقدرت صرف اللہ کے پاس ہے اس کے علاوہ کسی میں اتنی طاقت واستطاعت نہیں کہ ان میں سے کوئی کام کردے لہٰذا انکو غیر اللہ سے طلب کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

والذين تدعون من دون الله لايستطيعون نصركم ولا انفسهم ينصرون .

جنکوتم اللہ کے علاوہ پکارتے ہووہ تمہاری طرح بندے ہیں، ایسے لاچارو بےبس سے کس طرح کوئی حاجت طلب کی جاسکتی ہے؟

مشرکین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام نصيبا فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشركائنا.

انہوں نے زمین اور مویشیوں کی پیداوار میں اللہ کیلئے حصہ مقرر کر دیا اور کہتے ہیں بزعم خویش کہ یہ اللہ کیلئے ہے اور یہ ہمارے شریکوں کیلئے ہے۔

آج کے قبر پرست یا اولیاء پرست بھی یہی کام کرتے ہیں یہ ان مشرکین کے نقش قدم پر چلتے ہیں ان کے اور ان مشرکین کے عمل میں سر مو فرق نہیں ہے۔ ان لوگوں نے مزارات اور اولیاء کے بارے میں وہ عقیدہ رکھا ہے جو صرف اللہ کے بارے میں رکھنا چاہیے۔ ان کیلئے اپنے مال میں سے حصہ مقرر کرتے ہیں کسی لنگر یا عرس یا چادر چڑھانے کیلئے۔ نیاز کیلئے، ان مزارات کی زیارت کیلئے دور دراز سفر کر کے جاتے ہیں۔ ان کا طواف کرتے ہیں ان کے سامنے عاجزی و انکساری سے کھڑے رہتے ہیں مشکلات و مصائب میں ان کو پکارتے ہیں ان کیلئے ذبیحے کرتے ہیں یہ تو وہ کام ہیں جنکا اب تک ہمیں علم ہو چکا ہے اور کیا پتہ کہ ان مزارات کو سجدے بھی کئے جاتے ہوں ممکن ہے ایسا ہوتا ہو اس لیے کہ مجھے ایک قابل بھروسہ شخص نے بتایا ہے کہ اس نے ایک مزار کی دہلیز پر ایک شخص کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے ان اولیاء کے ناموں کی قسمیں بھی کھائی جاتی ہیں حالانکہ صرف اللہ کے نام کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ بلکہ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اللہ کے نام کی قسم کھائی جائے تو اسے تسلیم نہیں کیا جاتا اور اگر کسی مزار والے کی کسی ولی کے نام کی قسم کھائی جائے تو اسے فوراً تسلیم کر لیا جاتا ہے یہی وہ عمل ہے جو بت پرستوں کے ہاں ہوتا تھا کہ۔

واذا ذكر الله وحده اشمأزت قلوب الذين لايؤمنون بالآخرة واذا ذكر الذين من دونه اذا هم يستبشرون .

جب اکیلے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان لوگوں کے دل کراہت محسوس کرتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اس اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یہ لوگ خوش ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

من حلف فليحلف بالله او ليصمت .

جس نے قسم کھانی ہو اللہ کی کھائے ورنہ خاموش رہے۔

نبی ﷺ نے ایک شخص کو لات (بت) کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو اسے حکم دیا کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے یعنی دوبارہ کلمہ پڑھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص غیر اللہ کی قسم کھانے سے مرتد ہو گیا تھا تو اسے اسلام کی تجدید کا حکم دیا کہ وہ قسم کھانیسے کافر ہو گیا تھا (اس مسئلہ کی مزید وضاحت ہماری کتاب سبل السلام اور **منحة الغفار** میں دیکھی جاسکتی ہے)

سوال: اگر کہا جائے کہ موجودہ مشرکین پہلے والے بت پرست مشرکین کی طرح نہیں ہیں اس لیے یہ لوگ لا الہ الا اللہ اقرار کرتے ہیں جبکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ۔

أمرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لااله الاالله فاذا قالوها عصموا منى دمائهم واموالهم الا بحقها .

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہدیں اور جب یہ کہدیں تو ان کا خون اور مال محفوظ ہے سوائے اس کے حق کے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو کہا تھا: **قتلته بعدما قال لااله الاالله .** جب اس نے لا الہ الا اللہ کہد یا تو تم نے پھر بھی اسے قتل کر دیا؟

نیز یہ قبر پرست اولیاء پرست نمازیں بھی پڑھتے ہیں، زکاۃ دیتے ہیں حج کرتے ہیں جبکہ پہلے والے مشرکین ایسے نہ تھے؟

جواب: نبی ﷺ نے **الا بحقها** کہا تھا اور کلمہ کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو الوھیت، عبودیت میں اکیلا تسلیم کر لیا جائے جبکہ قبر پرست عبادت اللہ کیلئے خاص نہیں کرتے اس لیے اس کلمہ کا اقرار انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتا جب تک اسکے تمام لوازمات کو نہ اپنایا جائے جسطرح یہود کو کلمے نے اس لیے فائدہ نہ دیا تھا کہ وہ بعض انبیاء کا انکار کرتے تھے اسی طرح اگر کوئی شخص جھوٹے نبی کو نبی تسلیم کر لے تو اسے بھی لا الہ کلمہ فائدہ نہیں دیتا جیسا کہ بنو حنیفہ کلمہ پڑھتے تھے محمد رسول اللہ ﷺ کا نمازیں بھی پڑھتے

تھے مگر ساتھ ہی انہوں نے مسیلمہ کذاب کو نبی تسلیم کرتے تھے جب نبی کی خصوصیات غیر نبی میں مان لینے سے کلمہ مقبول نہیں پھر ان لوگوں کا کیسے قبول ہوسکتا ہے جو اللہ کی صفات غیراللہ میں تسلیم کریں؟ اسے مصائب میں مدد کیلئے پکاریں؟

اسی طرح جناب علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سبا کے گروہ کے افراد کو جلا ڈالا تھا حالانکہ وہ بھی لا الہٰ الا اللہ کہتے تھے مگر علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو کرتے تھے ان کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے تھے جو قبر پرست مزاروں اور قبروں والوں کے بارے میں رکھتے ہیں علی رضی اللہ عنہ نے ان کو ایسی سزا دی تھی جو کسی مجرم کو نہیں دی گئی ان کیلئے گڑھے کھودے گئے ان میں آگ جلائی گئی تھی اور انہیں اس آگ میں ڈالا گیا۔ فتح الباری ودیگر کتب سیر میں پورا واقعہ مذکور ہے۔

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے قیامت کی بعثت کا انکار کیا اسے قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ لا الہٰ الا اللہ کا قرار کرتا ہو، تو پھر اللہ کے ساتھ شریک قرار دینے والے کے ساتھ ایسا کیوں نہ ہو؟

سوال: نبی ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو کلمہ گو شخص کو قتل کرنے پر اعتراض کیا تھا؟ جیسا کہ کتب احادیث میں موجود ہے؟

جواب: جب کوئی کافر لا الہٰ الا اللہ کہدے تو اس کا مال اور اسکی جان محفوظ ہوگی جب تک وہ کوئی ایسا عمل نہ کرے جو اس کلمہ کے تقاضوں کے خلاف ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ۔

یا ایها الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل الله فتبینوا .

اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں چلو تو تحقیق کرلیا کرو۔

یعنی اگر کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا اس کے تقاضوں کا پورا کرتا ہو تو اس کے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو دیگر مسلمانوں پر ہوں گی۔ اور اگر اس سے کوئی ایسا قول یا عمل سرزد ہو جو کلمہ کے مخالف ہو تو ایسے شخص کا مال اور اس کی جان صرف اس اقرار سے محفوظ نہیں ہوسکتی۔ اس طرح جو شخص بھی توحید کا اقرار کرتا ہے تو اس سے قتال جائز نہیں جب تک اس کے قول یا عمل سے اس کلمہ کی مخالفت ثابت نہ ہوجائے جب ایسا کچھ ثابت ہوجائے تو اسے کلمہ کوئی فائدہ نہ دے گا جسطرح کہ یہود کو اور خوارج کو فائدہ نہیں دیا جن کی عبادات کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی عبادات کو کمتر سمجھتے تھے بلکہ خوارج کے قتل کا حکم نبی ﷺ نے دیا تھا۔ **لـئن ادر کتهم لاقتلنهم قتل عاد .** اگر میں انہیں پالوں تو انہیں عاد کی طرح قتل کردوں۔ اس لیے کہ انہوں نے شریعت کے بعض حصوں کا انکار کیا تھا۔ احادیث میں انہیں دنیا کی بدترین مخلوق کہا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ صرف کلمہ توحید کا اقرار کرنے والا اگر اس کی مخالفت کرتا ہے تو وہ مشرک ہی کہلائے گا کہ وہ کلمہ توحید کے ساتھ غیراللہ کی عبادت کرتا ہو۔

سوال: قبر پرست کہتے ہیں کہ ہم قبروں یا اولیاء ک عبادت نہیں کرتے ان کیلئے نمازیں نہیں پڑھتے نہ ان کیلئے روزے رکھتے ہیں یہ سب کچھ ہم ایک اللہ کیلئے کرتے ہیں؟

جواب: دراصل یہ لوگ عبادت کے معنی سے ہی بے خبر ہیں اس لے کہ عبادت صرف نماز روزہ حج کا نام ہی نہیں بلکہ عبادت کی بنیاد تو عقیدہ ہے اور ان کے عقیدے میں ان قبروں یا اولیاء کا وہ مقام بن چکا ہے جو صرف اللہ کا ہونا چاہیئے جبھی تو مصائب میں ان کو پکارتے ہیں ان سے دعائیں اور التجائیں کرتے ہیں ان سے فریاد کرتے ہیں ان کیلئے نذر نیاز کرتے ہیں ان کے نام کی قسم کھاتے ہیں یہی تو وہ کام تھے جو بت پرست اپنے بتوں کیلئے کرتے تھے اور مشرک کہلاتے تھے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ جس نے کفار کے طور وطریق اپنائے وہ کافر کہلائے گا جس نے کفریہ کلمہ منہ سے ادا کیا وہ بھی کافر ہوگیا۔ تو اس کے بارے میں کیا کہیں گے جو قول وعمل کے ساتھ ساتھ عقیدہ بھی کفار والا رکھتا ہو؟

سوال: ان لوگوں کی نذر نیاز اور ذبیحوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر ذی شعور بخوبی جانتا ہے کہ ہر شخص کو مال ودولت سے محبت ہوتی ہے وہ اس کے کمانے اور جمع کرنے میں بہت کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ ہر جائز وناجائز ذریعہ اس کیلئے استعمال کرتا ہے۔ دنیا کے دور دراز ممالک کا سفر دولت کیلئے ہی اختیار کرتا ہے لہٰذا اس طرح کمائی ہوئی دولت کو آسانی سے خرچ نہیں کرتا بلکہ صرف اس

لیے خرچ کرتا ہے کہ کوئی فائدہ ہو یا کسی نقصان و تکلیف سے خود کو بچانا ہو قبر کیلئے خرچ کرنے والا نذر نیاز دینے والا بھی ان دو میں سے کسی ایک مقصد کو مدنظر رکھتا ہے اور غیر اللہ سے اس طرح کی امید اور عقیدہ باطل اور غلط ہے۔ اگر قبر کیلئے نذر دینے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ روپے پیسے میرے برباد جا رہے ہیں تو وہ ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرے گا اس لیے کہ مشکلوں سے کمائی ہوئی دولت کوئی بھی فضول و بے مقصد خرچ نہیں کرتا دولت سے انسان کی محبت کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

ولا یسألکم اموالکم ان یسئلکموھا فیحفکم تبخلوا ویخرج اضغانکم .

تم سے (اللہ) تمہارا مال نہیں مانگتا اور اگر مانگ لے اور مانگنے پر اصرار کرے تو تم بخل کرو گے اور (اس طرح) تمہاری کنجوسی ظاہر ہو جائے گی۔

علماء کی اور موحدین کی ذمہ داری ہے کہ قبروں کیلئے نذر نیاز دینے والوں کو سمجھائیں کہ یہ مال کا ضیاع ہے دولت کی بربادی ہے اس کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور نہ ہی اس نذر نیاز سے تمہاری کوئی تکلیف یا پریشانی دور ہوگی جناب محمد الرسول ﷺ کا فرمان ہے۔

ان النذر لا یأتی بخیر وانما یستخرج به من البخیل .

نذر سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اس سے (اللہ) صرف کنجوس کا مال خرچ کرواتا ہے۔

نذر و نیاز لینے والے کو معلوم ہونا چاہئیے کہ اس کا لینا اس کیلئے حرام ہے اس لیے کہ یہ نذر دینے والے کا مال باطل طریقے سے کھانا ہے اور کسی کا مال بلاعوض شیئ یا بلامحنت و مزدوری کھانا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل .

آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نذر لینے والا نذر دینے والے کو گویا یہ باور کراتا ہے کہ تمہارا عقیدہ اور یہ عمل دونوں صحیح ہیں جبکہ شرکیہ عقیدے یا عمل کو صحیح سمجھنے والے کا حکم قرآن کی رو سے یہ ہے کہ۔

ان اللہ لایغفر ان یشرک به .

اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔

نذر و نیاز لینے والا جو کچھ لیتا ہے اس کی حیثیت وہی ہے جسے حدیث میں حلوان الکاھن ومھر البغی کہا گیا ہے یعنی نجومی اور بدکار عورت کا معاوضہ۔ اس لئے کہ جس طرح نجومی لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے اس طرح نذر لینے والا بھی نذر دینے والوں کو یہ دھوکہ دیتا ہے کہ یہ ولی یا مزار والا تمہیں فائدہ دے گا یے تمہاری پریشانی دور کرے گا حالانکہ ایسا ہوتا نہیں اور جسطرح بدکار عورت کو معاوضہ دینا حرام معاوضہ ہے اسی طرح یہ بھی غیر اللہ کے نام پر لینا دینا ہے جو کہ گناہ کا کام ہے اور حرام ہے۔

بھلا بتائیے کہ قبر پر نیاز لینے سے بڑھکر بھی کوئی منکر اور برائی ہے؟ اس سے بڑا بھی کوئی دھوکہ اور فریب ہے؟ کسی برائی پر معصیت پر رضامندی کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال ہے؟ بتوں کے چڑھاوے اور ان نذر و نیاز میں کیا فرق ہے؟ بتوں پر چڑھاوے چڑھانے والے بھی ان سے نفع و نقصان کی امید رکھتے تھے جبکہ وہ بت اس پر قادر نہیں تھے۔ مشرکین بت خانے کے دروازے پر اونٹ نحر کرتے تھے اور بتوں کے مجاوروں میں اور اپنے ہم خیال لوگوں میں تقسیم کرتے تھے بت خانے کے نگران ان لوگوں کو یقین دلاتے تھے کہ یہ تم نے بہت بہتر عمل کیا ہے اور تمہارا یہ عقیدہ بھی صحیح ہے۔ اب لوگ یہی کام مزاروں کیلئے کرتے ہیں۔ اللہ نے انہی اعمال کو ختم کرنے کیلئے انبیاء کو مبعوث فرمایا تھا۔

سوال: قبروں اور مزاروں کیلئے نذر نیاز کرنے والوں کو بعض دفع فائدہ بھی پہنچتا ہے اور مصیبت و تکلیف بھی رفع ہو جاتی ہے؟

جواب: بتوں کیلئے نذر نیاز کرنے والوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا تھا نہیں تو بہت بڑے فائدے حاصل ہوتے تھے مثلاً بت کے اندر سے آوازیں آتی تھیں ان آوازوں میں ان باتوں کی خبر و اطلاع دیجاتی تھی جو کسی نے چھپائی ہوتی تھی یعنی چھپی باتوں کی خبریں بتوں کے اندر سے آنے والی آوازوں سے حاصل ہوتی تھیں اگر فائدہ ہی قبروں کو پوجنے کی صحت کی دلیل ہے تو پھر یہ بتوں کے صحیح ہونے کی بھی دلیل ہے اگر اس دلیل کو صحیح تسلیم کر لیں تو یہ اسلام کو ڈھانے کے مترادف ہوگا۔

ان فوائد یا آوازوں کی حقیقت یہ ہے کہ ابلیس اور اسکا لشکر جنات ہوں یا انسان، لوگوں کو گمراہ کرنے پر مکمل توجہ رکھتے ہیں اور اللہ نے ابلیس کو یہ قدرت وطاقت دی ہے کہ وہ انسان کے جسم میں داخل ہو سکے، دلوں میں وسوسہ ڈال سکے انسان کے دل کو اپنی مٹھی میں لے سکے اسی طرح وہ بتوں کے اندر بھی داخل ہوسکتا ہے اور وہاں سے باتیں کرتا ہے جنہیں لوگ سنتے ہیں اور انہیں بتوں کی باتیں سمجھتے ہیں یہی کام ابلیس قبر پرستوں کیلئے بھی کرتا ہے اللہ نے اسے اجازت دی ہے کہ وہ اپنے پیادہ وسوار فوجوں کے ذریعے انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے ان کے مال واولاد میں شریک ہو سکے، احادیث سے ثابت ہے کہ شیطان اللہ کے احکامات جو فرشتوں کو دیئے جاتے ہیں ان میں سے چوری چھپے کچھ سن لیتا ہے اور پھر لا کر کاہنوں کے دل میں ڈال دیتا ہے پھر یہ کاہن لوگوں کو غیب کی خبریں بتاتے ہیں اور شیطان کی لائی ہوئی معلومات میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا دیتا ہے اسی طرح جن شیطان انسان شیطانوں کے پاس آتے ہیں اور انہیں بتاتے ہیں کہ فلاں ولی نے یہ کیا ہے فلاں نے یہ کیا ہے تاکہ یہ انسان ان اولیاء، یا مزاروں میں دلچسپی لیں ان کی طرف رغبت کریں اور ان سے ڈرتے رہیں۔ آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ بادشاہ اور حکمران تک ان مزاروں کی قدر کرتے ہیں حکومت کی طرف سے باقاعدہ ان مزاروں پر نذرانے وصول کرنے کیلئے عمال مقرر کیے جاتے ہے ان کیلئے اوقاف جیسے ادارے بنائے جاتے ہیں وقتاً فوقتاً حکمران ان مزاروں پر چادریں چڑھاتے ہیں ان کے عرس میں شریک ہوتے ہیں عام طور پر ان مزاروں کے نگراں یا گدی نشین معاشرے میں صوفی، شیخ یا مفتی کے نام سے مشہور ہوتے ہیں لوگ ان کو بہت نیک اور پارسا سمجھتے ہیں اس طرح ابلیس کا دیا ہوا دھوکہ اور حق وباطل کی تمیز کرنے کی ابلیس کی چال اور منصوبہ مکمل ہوتا ہے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے اس کے دل کو اطمینان ہوتا ہے کہ اسکا کام بخوبی انجام کو پہنچ گیا ہے۔

سوال: یہ کام تو تمام اسلامی ممالک میں ہوتے ہیں اور ہر ملک وہر علاقے کے باشندے ان کاموں کو اجتماعی طور پر انجام دیتے ہیں مشرق، مغرب، شمال جنوب ہر طرف یہی کچھ ہو رہا ہے کوئی اسلامی ملک یا شہر ایسا نہیں ہے جس میں زندہ پیر نہ ہوں یا قبر اور مزار نہ ہوں جس کے بارے میں لوگوں کا عقیدہ ہے کہ یہ نفع نقصان کے اختیار رکھتے ہیں، لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں ان کیلئے نذر نیاز کرتے ہیں انہیں تکالیف میں پکارتے ہیں ان کے ناموں کی قسمیں کھاتے ہیں ان مزارات کی صحنوں میں طواف کرتے ہیں ان پر چادریں چڑھاتے ہیں، پھول نچھاور کرتے ہیں خوشبو لگاتے ہیں الغرض جو کچھ ان سے بن پڑتا ہے کرتے ہیں جسطرح ہو سکے ان مزارات یا پیروں کی تعظیم کرتے ہیں اس کے سامنے عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمان ملکوں میں اکثر مساجد ایسی ہیں جن میں کسی نہ کسی کی قبر یا مزار ہے نمازی نماز کے بعد ان مزاروں کے پاس بھی دعا کرتے ہیں بلکہ مسجد سے نکلتے وقت مسجد کی طرف پیٹھ کرتے ہیں اور مزار سے نکلتے وقت الٹے پاؤں نکلتے ہیں کہ کہیں مزار کی طرف پیٹھ نہ ہو تو یہ مسجد سے زیادہ تعظیم ہے قبر ومزار کی لیکن افسوس صد افسوس کہ کسی کی عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ کتنی بڑی برائی ہے کتنا قبیح عمل ہے مزید افسوس اس بات پر ہے کہ علماء کہلانے والے بھی اس پر خاموش ہیں حالانکہ ان کی ذمہ داری ہے کہ ان افعال واعمال کی تردید کریں (آج کل تو اکثر علماء کی قبریں مساجد ومدارس کے احاطوں میں بن رہی ہیں وہ کیا تردید کریں گے؟ مترجم)

جواب: اگر کوئی شخص انصاف کا طالب ہو اور اسلاف کی تقلید نہ کرتا ہو تو وہ سمجھ جائے گا کہ حق وہ ہوتا ہے جس کی دلیل ہوتی ہے جو دلائل سے ثابت ہوتا ہو نہ وہ کہ جس پر نسل در نسل کوئی قوم کاربند چلی آرہی ہے یا کسی قبیلے میں صدیوں سے چلا آرہا ہے لہٰذا معلوم ہونا چاہیئے کہ جس چیز کی ہم تردید کر رہے ہیں اور جسے مٹانے کی کوشش میں ہیں یہ ان عوام الناس کے ایجاد کردہ یا اختیار کردہ ہیں جن کا اسلام ان کے آباء واجداد کی بلا دلیل تقلید ہے اچھے برے کی تمیز کے بغیر صرف تابعداری کرنا جانتے ہیں یہ کام اس طرح رواج پا گئے ہیں کہ ان میں سے کوئی بچہ جب ہوش سنبھالتا ہے تو وہ اپنے ہم قوم وہم قبیلہ افراد کو دیکھتا ہے کہ وہ اسے بچپن ہی سے اسے سمجھاتے ہیں کہ فلاں پیر (زندہ یا مردہ) کو اپنا پیر مانو اسی کو پکارو یہ بچہ ان لوگوں کی طرف دیکھتا ہے کہ اس مزار کیلئے نذر نیاز کرتے ہیں اس کی تعظیم کرتے ہیں دور دراز کے سفر کر کے اس کی زیارت یا عرس کیلئے جاتے ہیں اس قبر ومزار کا طواف کرتے ہیں اس کی مٹی اپنے منہ اور جسم پر ملتے ہیں یہ بچہ یہی کچھ دیکھتے سنتے جوان ہوتا ہے اور اسی ماحول میں بوڑھا ہو جاتا ہے مگر کسی طرف سے بھی اسے ان باتوں کی تردید سنائی نہیں دیتی بلکہ عالم، مفتی، مدرس کہلانے والے بھی ان افعال واقوال کی تعریفیں کرتے اور حکمران ان مزارات کی تعظیم کرتے نظر آتے ہیں حکومتی عمال ہی ان مزاروں اور قبروں سے نذرانے وصول کرتے ہیں ایسے حالات میں پیدا ہونے والے جوان ہونے والے سمجھتے ہیں کہ یہی دین اسلام ہے بلکہ یہی دین کی بنیاد ہے جس پر ہمارے ملک اور شہر نسل در نسل عمل ہو رہا ہے مگر کوئی بھی ذی عقل شخص جو قرآن وحدیث کی ذرا سی بھی معلومات رکھتا ہو وہ بخوبی جانتا ہے کہ کسی عمل پر کسی عالم یا پورے عالم کی خاموشی اس عمل کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی۔ ہم اپنی اس بات کی دلیل کے طور پر ایک مثال

پیش کرتے ہیں آج کل اسلامی ممالک میں ٹیکس جو نظام ہے جسے خدمات کا صلہ کہہ کر حکومتیں وصول کرتی ہیں یہ بالاتفاق حرام ہے مگر تمام اسلامی ممالک یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں بھی رائج ہو چکا ہے اور اسلامی عبادت اسلامی فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے آنے والوں سے بھی ٹیکس کی مد میں رقم لی جاتی ہے اس حرمت والے شہر میں یہ حرام کام ہو رہا ہے جبکہ یہاں کے باشندوں کی اکثریت علماء وفضلاء پر مشتمل ہے مگر کیا علماء کیا حکمران سب اس پر خاموش ہیں تو کیا ان سب کی خاموشی اس فعل کے جواز کی دلیل ہے؟ کوئی معمولی سی عقل والا بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اتنے بڑے علماء کی خاموشی اور مکہ جیسے شہر میں عمل اس کے جواز کی دلیل ہے۔

دوسری مثال: مکہ مکرمہ اللہ کا حرمت والا شہر ہے روئے زمین پر سب سے مقدس مقام ہے مگر اسمیں بعض گمراہ جاہل اور بدعمل حکمرانوں نے اور بادشاہوں نے چار مصلے بنا رکھے تھے جن کی وجہ سے امت محمدیہ چار مذاہب میں تقسیم تھی اس وحدت امت کے مقام پر بھی امت کے تفرقہ کا سامان کیا اور اس سے امت کو جو نقصان پہنچا اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا مسلمانوں کی عبادات الگ الگ ہونے لگیں ساری دنیا سے اکھٹے ہوئے بیت اللہ جاتے تھے اور وہاں جا کر تقسیم ہو جاتے تھے ایک امت کو چار مختلف امتوں میں تقسیم کر دیا تھا یہ ایک ایسی بدعت تھی جس سے ابلیس کو بہت اطمینان تھا اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی مسلمان شیطانوں کے مذاق کا نشانہ بن گئے تھے مگر لوگ خاموش تھے پوری دنیا سے علماء کے گروہ کے گروہ ہر سال بلکہ ہر آن وہاں آتے تھے ہر آنکھ نے یہ منظر دیکھا تھا ہر کان نے اس کے بارے میں سنا تھا مگر سب پر مکمل سکوت طاری تھا کیا یہ مجرمانہ سکوت اس بدعت کے جواز کی دلیل تھی؟ ہے کوئی صاحب عقل وشعور جو ہاں میں جواب دے؟ اس طرح علماء یا عوام کی خاموشی قبر پرستوں کے اعمال کے جواز کی دلیل ہرگز نہیں یہ علماء اور عوام تو اس سے بڑی بڑی برائیوں پر خاموشی اختیار کرتے رہے ہیں اسے کیسے دلیل بنایا جا سکتا ہے؟

سوال: اس کا مطلب تو یہ ہے کہ امت گمراہ پر متفق ہو چکی ہے اس لیے کہ اتنی بڑی گمراہی پر خاموش ہے؟ کیا یہ اجماع امت نہیں؟

جواب: اجماع کہتے ہیں امت محمدیہ ﷺ کے مجتہدین کا کسی امر پر متفق ہونا نبی ﷺ کے بعد مذاہب اربعہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ قرار دیتے ہیں اگرچہ ان کا نظریہ باطل اور حقائق کے منافی ہے اس لیئے کہ ان کے خیال میں ان چاروں اماموں کے بعد اجماع نہیں ہو سکتا اگر اس بات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو قبر پرستی کی موجودہ بدعت ائمہ اربعہ کے زمانے میں نہیں تھی لہٰذا اسے اجماع نہیں کہا جا سکتا۔ ہمارے خیال میں تو اجماع ممکن ہی نہیں ہے اس لیے کہ امت محمدیہ ﷺ دنیا کے دور دراز علاقوں، زمین کے کونوں کدروں تک پھیل چکی ہے اب علماء اتنی کثیر تعدا میں دنیا کے ان علاقوں میں موجود ہیں کہ سب کو شمار کرنا یا سب سے رابطہ کرنا ممکن ہی نہیں اب اگر امت کے پھیلنے علماء کی کثرت کے بعد اجماع کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ جھوٹا دعویٰ ہوگا کہ دنیا میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں سب کے علماء سے رابطہ کرنا ان کی رائے معلوم کرنا ممکن ہی نہیں ہے یہ صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ بہت سے محققین علماء کی رائے ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ ان تمام علماء کو اس منکر و برائی کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے مگر پھر بھی وہ خاموش ہیں تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس پر راضی ہیں شریعت میں کسی برائی سے انکار اور اس کی تردید کی تین صورتیں ہیں:

1- ہاتھ سے روکنا۔

2- زبان سے روکنا۔

3- ہاتھ اور زبان سے منع کرنے کی استطاعت نہ ہو تو پھر دل میں اس برائی کے خلاف نفرت رکھے۔

ہو سکتا ہے کہ علماء اس برائی کو ناپسند کرتے ہوں مگر ہاتھ یا زبان سے ختم کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں؟ مثلاً ایک عالم ہے وہ چنگی لینے والے کے پاس سے گذرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ چنگی والے مسلمانوں کا مال ناجائز طریقے سے لے رہے ہیں مگر وہ ہاتھ یا زبان سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر دل سے تو اس برائی کو ناپسند کرتا ہے اور خاموش رہتا ہے تو اس کی خاموشی کو رضامندی سمجھا جائے گا؟ اسی طرح ہمیں علمائے اسلام کے بارے میں یہ حسن ظن رکھنا چاہئیے کہ وہ بھی قبر پرستی کی برائی پر ناخوش ہیں مگر مجبوراً خاموش ہیں راضی نہیں مسلمان کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے بارے میں حسن ظن رکھے ہم یہاں پر ایک اور رائے کی غلطی کی نشاندھی کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ بعض علماء اپنی کتابوں میں استدلال کرتے وقت لکھتے ہیں کہ فلاں وقت میں فلاں کام ہوا اور اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا لہٰذا یہ اس کے جواز پر اجماع ہے یہ رائے یا طریقہ استدلال اس لیے غلط ہے کہ وہ کہتے ہیں اعتراض نہیں ہور ہا یا کسی نے ناپسند نہیں کیا تو یہ دعویٰ دراصل بلا دلیل ہے انہیں کیسے معلوم ہوا کہ کسی نے ناپسند نہیں کیا تھا یا کسی کو اعتراض نہیں تھا؟ کسی کی خاموشی کو فوراً رضامندی قرار دینا کہیں کا اصول نہیں ہے۔ آج ہم کتنی برائیاں دیکھتے ہیں اور مجبوراً

خاموش رہتے ہیں اب اگر کوئی ھماری اس مجبوری کی خاموشی کو رضامندی قرار دے تو غلط ہوگا ؟ کوئی اسی طرح بعض علماء استدلال کرتے وقت کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ کام کیا باقی لوگ اس پر خاموش رہے لہٰذا اس فعل پر اجماع ہوا۔ یہ قول دو وجہ سے صحیح نہیں ہے۔

1- کسی عمل پر کسی کی خاموشی رضامندی اور تائید کی دلیل نہیں ہوتی۔

2- جب علماء یہ کہتے ہیں کہ باقی لوگ خاموش رہے تو یہ اجماع ہوا تو یہ اس لیے غلط ہے کہ اجماع کا معنی ہے امت محمدیہ ﷺ کا کسی بات پر اتفاق کرنا اور خاموشی سے نہ کسی اتفاق کا پتہ چلتا ہے نہ اختلاف کا جب تک خاموش رہنے والا اپنی زبان سے اپنا مافی الضمیر نہ بیان کردے یہ جتنی بدعات آج کل رائج ہیں ان میں سے اکثر ایسی ہیں جنکو ایجاد کرنے والے بادشاہ اور حکمران تھے جن کے ہاتھ میں طاقت تھی لوگوں کا مال، انکی جان اور انکی عزتیں ان کی تلواروں کی زد میں ہوتی تھیں انکے فرمان یا ان کے اعمال سے کسی کو انکار یا اعتراض کی مجال نہیں ہوتی تھی اس لیے کوئی اعتراض کرنے کی جراءت نہیں کرسکتا تھا اب ایسی مجبوراً خاموشی کو اجماع قرار دینا کتنی ناانصافی ہے؟

یہ مزارات۔ یہ قبے، جو کہ شرک کے اڈے اور اسلام کے خاتمے کے بڑے بڑے ذرائع ہیں ان میں سے اکثریت کی تعمیر بادشاہوں، حکمرانوں کے ہاتھوں ہوئی ہے وہ یا تو اپنے کسی قریبی عزیز کی قبر کو مزار بناتے تھے یا کسی عالم، صوفی، ملنگ، اپنے استاد یا کسی بھی ایسی شخص کی قبر یا مزار کو بناتے تھے جو انہیں پسند ہوتا تھا جو انکی نظر میں نیک اور صالح ہوتا تھا۔ مزار بنانے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ لوگ اسکی زیارت کریں اور مرنے والے کو یاد رکھیں تا کہ اس کے حق میں دعا کیا کریں اس کیلئے مغفرت طلب کیا کریں یہ اس لیے نہیں تھے کہ لوگ ان سے مرادیں مانگیں انہیں پکاریں مگر بعد کے آنے والوں نے جب پکی بنی ہوئی قبر دیکھی کہ اس پر چراغ جل رہے ہیں قیمتی چادریں اور پردے ڈالے گئے ہیں ان پر پھول ڈالے گئے ہیں تو رفتہ رفتہ لوگوں نے ان مزارات کو نفع نقصان کا مالک سمجھنا شروع کردیا اور انکے لیے دعائیں کرنے کے بجائے ان سے دعائیں مانگنی شروع کردیں اس پر مستزاد یہ کہ ان مزارات پر بیٹھنے والے مجاور اور ملنگ زائرین کو جھوٹی سچی کرامات سنا کر متاثر کرتے تھے کہ اس پیر نے فلاں شخص کو یہ فائدہ اور فلاں کو اس طرح کا نقصان پہنچایا یا اس طرح لوگ ان کے بارے میں بدعقیدگی کا شکار ہوتے گئے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبروں پر چراغاں کرنے ان پر کچھ لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے اسی واسطے منع کیا ہے کہ بعد میں یہی چیزیں بہت بڑی خرابی یعنی شرک کا باعث بنتی ہیں۔

سوال: جناب نبی کریم ﷺ کی قبر پر بھی تو گنبد بنا ہوا ہے اس پر بھی تو کافی روپیہ پیسہ خرچ ہوا ہے کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اس گنبد کی تاریخ سے اکثر لوگ واقف نہیں کہ یہ کس نے بنایا تھا یہ گنبد نہ تو نبی ﷺ کے حکم سے بنا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بنایا نہ تابعین کے دور میں بنا نہ تبع تابعین کے دور میں یعنی خیر القرون میں اسکا وجود نہیں تھا۔ نہ ہی بعد میں آنے والے ائمہ دین یا علماء نے بنایا بلکہ مصر کے ایک بادشاہ نے اسے تعمیر کیا جس کا نام قلاوون الصالحی تھا جو ملک منصور کے نام سے مشہور تھا اور یہ **678** ھ کی بات ہے (تحقیق النصرہ بتلخیص معالم دارالھجرۃ) لہٰذا یہ شرعی امور میں سے نہیں ہے بلکہ خالص حکومتی معاملات سے اسکا تعلق ہے اس کو شریعت کے امور میں دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ مزارات اور گنبد وغیرہ کی تعمیر کیلئے عوام اس کو دلیل بناتے ہیں اور یہ گنبد ہی پوری دنیا میں مزارات کے جواز کا ایک سبب بنا اس لیے ھم نے اس آخری دلیل کی حقیقت بھی واضح کردی ہے اور علماء بھی اس کی تردید نہیں کرتے اس وجہ سے اس کی تاریخی حیثیت عوام کی نظروں سے اوجھل تھی جسے ھم نے واضح کردیا ہے امید ہے کہ آئندہ اسکو بطور دلیل کے پیش نہیں کیا جائے گا۔

سوال: ان مزارات پر یا زندہ پیروں کے ہاں کچھ ایسے ملنگ ومجذوب لوگ ہوتے ہیں وہ ایسے کام کرتے ہیں جو نہ عقل میں آتے ہیں نہ عادتاً ایسے کام کئے جاتے ہیں اور ان کو مجذوب کی کرامات کا نام دیا جاتا ہے ان کاموں یا کرامات کی وجہ سے زیادہ تر لوگ ان مزارات یا پیروں ملنگوں کی طرف راغب ہوتے ہیں ان کو ھم کیا کہیں ؟ کس زمرے میں شمار کریں؟

جواب: یہ ملنگ اور مجذوب جو اکثر اللہ کے نام کا ورد کرتے رہتے ہیں بلکہ اللہ کے نام کو بگاڑ کر اللہ ھو بناتے ہیں جو سرے سے عربی کا تلفظ ہی نہیں ہے یہ لوگ دراصل ابلیس کا لشکر ہیں یہ دنیا کے وہ بدترین لوگ ہیں جنھوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ عربی میں صرف لفظ اللہ۔ اللہ کہنا نہ کلام ہے نہ توحید ہے اس کا کوئی معنی نہیں کوئی مطلب ومفہوم نہیں بنتا بلکہ یہ لفظ اللہ کے ساتھ کھیل ہے۔ اسے مذاق وتمسخر کا نشانہ بنا رہے ہیں اس لیے کہ لفظ اللہ عربی ہے اور عرب میں صرف مفرد اسم اللہ۔ اللہ کا استعمال کہیں نہیں ہے نہ ہی اسکا کوئی مطلب ہے نہ ہی یہ توحید ہے۔ اور جب یہ سب ملکر اللہ ھو اللہ ھو کرتے ہیں تو یہ اللہ کے نام کا بگاڑتے بھی ہیں اس کا مذاق بھی

اڑاتے ہیں اسکی مثال یوں ہے کہ اگر کسی معزز آدمی کا نام زید ہو اور بہت سارے لوگ جمع ہو کر بیک آواز زید۔ زید کہنا شروع کر دیں اور اس کو بگاڑ کر ادا کریں تو کیا یہ اس معزز شخص کا مذاق اڑانا نہیں ہے؟ پھر یہ بھی دیکھیں کہ کیا قرآن وسنت میں لفظ اللہ کا اس طرح استعمال کہیں ثابت ہے؟ کہ صرف لفظ اللہ ہو اور بار بار لکھا گیا ہو یا کسی صحابی یا تابعی یا ائمہ میں سے کسی نے اس طرح کرنے کو کہا ہے۔ قرآن وسنت میں اس لفظ اللہ کو تسبیح۔ تحمید یا تہلیل یعنی سبحان اللہ۔ الحمد للہ، لا الہ الا اللہ یا دیگر مفاہیم کو ادا کرنے کیلئے جملوں میں استعمال ہوا ہے یا دعاؤں میں مستعمل ہے مگر صحابہ وتابعین اور نبی ﷺ کا دور اس طرح کے ورد یا چیخ وپکار شور شرابے سے خالی ہے یہ ان لوگوں کی ایجاد ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت وھدایت سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

ایک تو یہ لفظ اللہ کی توہین کرتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ اولیاء اور پیروں کا نام ملا کر انہیں بھی پکارتے ہیں تو کیا فائدہ اللہ ھو اللہ ھو کرنے کا جب توحید ہی نہیں ۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ دیکھیں تو یہ لوگ زبان سے تو اللہ ھو اللہ ھو کرتے ہیں مگر مصائب ومشکلات میں اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے قبروں ومزاروں کی طرف بھاگتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ اللہ صرف رٹنے کیلئے ہے توحید۔ تسبیح۔ تحمید کیلئے نہیں؟

سوال: یہ ملنگ ومجذوب جو اللہ ھو اللہ ھو کا ورد کرتے ہیں یہ لوگ بعض دفعہ ایسے کام کرتے ہیں جو کرامات کے زمرے میں شمار کیے جا سکتے ہیں مثلاً اپنے آپ کو چھری یا تلوار سے زخمی کرنا۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ سے خود کو ڈسوانا۔ آگ کھانا۔ آگ کو ہاتھ میں پکڑنا یا پورے جسم کو آگ لگانا اور جلنے سے محفوظ رہنا اسے کیا کہیں گے؟

جواب: یہ شیطانی کام ہیں جو انسانوں کے سامنے بطور کرامات کے پیش کئے جاتے ہیں اگر یہ مردوں کی کرامات ہوتیں یا زندوں کی نیکیوں کا اثر ہوتا تو ان مجذوبوں ملنگوں سے ان کا ظہور نہ ہوتا اس لیے کہ یہ مجذوب وملنگ ان مردہ یا زندہ پیروں کا پکارتے ہیں انہیں اکا شریک بناتے ہیں اور کرامات کسی مشرک سے ظاہر نہیں ہوتیں کوئی زندہ یا مردہ نیک آدمی یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اسے اللہ کا شریک بنایا جائے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ان مشرک مجذوبوں کو مردہ یا زندہ اولیاء اللہ کی حمایت یا تائید حاصل ہے تو ایسا شخص ان اولیاء کو بھی مشرک اور اللہ کا دشمن قرار دیتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ یہ ملنگ جو شرک وبدعملی میں مبتلا ہے اللہ کے سامنے کبھی سجدہ نہیں کرتے اس کے باوجود یہ کرامات دکھا سکتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مشرک وکافر بھی کرامات دکھاتے ہیں۔ جبکہ یہ ناممکن ہے تو ثابت ہوا کہ یہ کرامات نہیں بلکہ شیطانی کام ہیں۔ ابلیس کے حربے ہیں جو ان گمراہوں شیطان کے بھائیوں کے ذریعے سے پھیلائے جا رہے ہیں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ شیاطین سانپوں کی شکلیں اپنا سکتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ ان مجذوبوں کے ہاتھوں میں جو سانپ نظر آتے ہیں وہ سانپ نہ ہوں بلکہ سانپ کی شکل میں شیطان ہو۔ بعض دفعہ جسے لوگ کرامات سمجھتے ہیں یہ جادو کی کوئی قسم ہوتی ہے۔ جادو کی کئی ایسی اقسام ہیں جنہیں آسانی سے سیکھا جا سکتا ہے البتہ جادو سیکھنے کیلئے پہلا زینہ ہے اللہ کا انکار اور اسلام میں جو چیز قابل تعظیم ہیں ان کی توہین کرنا جیسا کہ قرآن مجید کو بیت الخلاء میں رکھنا (نعوذ باللہ) لہٰذا کوئی شخص ان ملنگوں مجذوبوں یا کسی بھی ایسے بدعقیدہ وبدعمل شخص کی کرامات سے متاثر نہ ہو۔ اس لیے کہ یہ سب جادو ہوسکتا ہے جادو میں اس طرح کی تاثیر ہے کہ آنکھوں کو دھوکہ دے سکے جیسا کہ فرعون کے جادوگروں نے رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپ واژدھوں میں تبدیل کر لیا تھا یہاں تک کہ جناب موسیٰ علیہ السلام بھی دل میں خوف محسوس کرنے لگے تھے اللہ نے بھی اس جادو کو سحر عظیم یعنی بہت بڑا جادو کہا ہے جادو کے ذریعے اس سے بھی زیادہ بڑے کام کیے جاتے ہیں جیسا کہ مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں انہوں نے کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جن کیلئے بہت بڑی آگ جلائی جاتی ہے اور وہ باریک کپڑے پہن کر اس آگ میں داخل ہو کر باہر آ جاتے ہیں نہ انکا جسم جلتا ہے نہ کپڑے۔ ایک جگہ اس نے دیکھا کہ ایک بادشاہ کے دربار میں ایک شخص اپنے دو بچے لیکر آیا اور انہیں سب درباریوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کے اعضاء کو علیحدہ علیحدہ خفیہ کونوں میں پھینک دیا پھر اس نے آواز دی اور رونے لگا اتنے میں مختلف جگہوں سے ان بچوں کے جسم کے ٹکڑے اور اعضاء آکر باہم جڑنے لگے۔ یہاں تک کہ دونوں بچے اپنی اپنی جگہ دوبارہ صحیح حالت میں کھڑے ہو گئے۔ (ابن بطوطہ کا سفرنامہ ہمیں **1136**ھ میں استاد سید محمد بن سعد نے پڑھایا تھا) ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب الاغانی میں لکھا ہے ولید بن عقبہ کے ہاں ایک جادوگر ایک گائے کے پیٹ میں داخل ہو کر دوبارہ باہر آ جاتا تھا ایک دفعہ اس کے اس مظاہرے کے دوران ایک صحابی جندب رضی اللہ عنہ موجود تھے جب اس نے یہ منظر دیکھا تو فوراً جا کر گھر سے تلوار لایا اور جب جادوگر گائے کے پیٹ میں داخل ہوا تو جندب رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سے گائے کا پیٹ کاٹ اور پھر یہ آیت پڑھی۔

اتأتون السحر وانتم تبصرون .

کیاتم جادو کے پاس آتے ہو حالانکہ تم دیکھ رہے ہو۔

گائے گر کر مرگئی اور اس کے اندر جادوگر بھی مرگیا ولید نے جندب رضی اللہ عنہ کو قید کر دیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو پوری تفصیل لکھ دی۔جس جیل میں جندب رضی اللہ عنہ کو رکھا گیا اس پر ایک عیسائی شخص کی ڈیوٹی تھی اس نے جندب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں تو اس نے کہا جس قوم کے مجرم ایسے ہوں وہ سچی قوم ہوگی۔اس عیسائی نے اپنی جگہ ایک اور شخص کو مقرر کیا اور خود کوفہ شہر میں جا کر لوگوں سے معلوم کیا کہ اس شہر میں سب سے زیادہ نیک و پرہیز گار آدمی کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اشعث بن قیس تو یہ عیسائی اس کا مہمان بنا مگر اس نے دیکھا کہ وہ راتوں کو سوتا ہے اور صبح دوپہر کھاتا رہتا ہے روزہ نہیں رکھتا وہاں سے نکل کر اس نے دوبارہ لوگوں سے پوچھا اس شہر میں سب سے بہترین آدمی کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ جریر بن عبداللہ۔اس کے ہاں رہا اسے بھی رات کو سوتا اور دن کو کھاتا ہوا پایا۔پھر یہ قبلہ رخ ہوا اور اس نے کہا میں اس رب پر ایمان لاتا ہوں جو جندب کا رب ہے میں اس دین کو اپناتا ہوں جو جندب کا دین ہے۔بیہقی میں یہ واقعہ تھوڑی تبدیلی کے ساتھ اس طرح مذکور ہے کہ ولید بن عقبہ عراق میں تھا اس کے سامنے ایک جادوگر اپنا کھیل پیش کر رہا تھا وہ ایک آدمی کا سر کاٹ کر تن سے جدا کر دیتا پھر اسے آواز دیتا وہ دوبارہ زندہ ہو جاتا۔تماشہ کرنے والے بہت تعریف کر رہے تھے وہ کہتے تھے کہ کمال کرتا ہے مردوں کو زندہ کر رہا ہے وہاں مہاجر صحابہؓ میں سے ایک آدمی آیا اس نے جب یہ سب دیکھا تو اگلے دن آتے ہوئے اپنے ساتھ تلوار لے آیا جب جادوگر نے اپنے کھیل کا آغاز کیا تو اس مہاجر صحابیؓ نے اپنی تلوار سے اس کی گردن کاٹ دی اور پھر کہا کہ اگر یہ مردے زندہ کر سکتا ہے تو خود کو زندہ کر کے دکھائے ولید نے اس کو جیل میں ڈال دیا۔

حافظ بیہقی نے اس سے بھی زیادہ عجیب قصہ لکھا ہے۔کہتے ہیں کہ بابل میں ہاروت ماروت سے ایک عورت نے جادو سیکھا تھا وہ گندم کے دانے لیتی اسے زمین پر ڈالدیتی پھر کہتی اس وقت اگ جاؤ وہ گندم اگ آتی پھر کہتی فصل بڑی ہو جاؤ تو گندم کی فصل بڑی ہو جاتی پھر کہتی سوکھ جاؤ وہ سوکھ جاتی پھر کہتی پس جاؤ وہ پس جاتی پھر کہتی روٹی بن جاؤ وہ روٹی بن جاتی وہ بھی جو بھی کام چاہتی اس طرح جادو کے زور پر کر دیتی تھی۔

اس طرح کے شیطانی واقعات وافعال بے شمار ہیں۔دجال بھی قرب قیامت آ کر یہی کچھ کرے گا۔ان چیزوں کے صحیح وغلط کا فیصلہ ہمیں قرآن وسنت کے مطابق کرنا چاہیے۔جس عمل کا ثبوت قرآن وسنت سے ہو وہ صحیح اور جس کا ثبوت نہ ہو وہ غلط ہے، ہر معاملے میں مسلمان کو یہی معیار رکھنا چاہیے۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وصحبہ وسلم .

مصنف کا تعارف

سید محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر الکحلانی الصنعانی رحمہ اللہ

پیدائش **1059ھ** مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جید علماء سے علم حاصل کیا۔امام منصور نے جامع مسجد صنعاء میں خطیب ومدرس مقرر کیا۔

اہم تصنیفات میں سے سبل السلام شرح بلوغ المرام ہے۔

وفات: **3** شعبان **1182ھ**

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان